Regd. NO. P/GDP-
Phone No 35

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ

هفت روزه

بدر

قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنَصْرِہِ الْعَزِیْز
کے عہدِ مُبارک میں ،
دارالحکومت دہلی تغلق آباد میں
نئی تعمیر شدہ مسجد احمدیہ و
دارالتبلیغ کی پُرشکوہ عمارت

اِدارۂ تحریر
ایڈیٹر:- عبد الحق فضل
نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۰ء کے چند مناظر

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ حاضرینِ جلسہ سے خطاب فرماتے ہوئے۔

(۲) سٹیج کا ایک منظر۔

(۳) سامعین کی ایک جھلک۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احبابِ کرام دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر سے دعائیں جاری رکھیں۔

ہفت روزہ بدر (قادیان)

جلسہ سالانہ نمبر

بابت:
۲/۹ جمادی الثانی ۱۴۱۱ ہجری
۲۰/۲۷ فتح ۱۳۶۹ ہش
۲۰/۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء

جلد: ۳۹
شمارہ: ۵۰ - ۵۱

شرحِ چندہ

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک — ۲۵۰ روپے
فی پرچہ: ایک روپیہ ۲۵ پیسے
خاص نمبر: تین روپے

ادارییہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قادیان دارالامان میں

احمدیت کی دوسری صدی کا دوسرا جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ آج ہم قادیان کی مقدس سرزمین میں جماعت احمدیہ کا ننانوے واں جلسہ سالانہ منا رہے ہیں بڑے بڑے ابتلاء آئے اور بڑی بڑی روکیں پیدا ہوئیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آغازِ کار میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتا دیا تھا کہ — "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

● — ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پندرہ روز تک عیسائیوں سے مناظرہ "جنگِ مقدس" کے نام سے کیا۔ جس سے بوکھلا کر پادری عماد الدین نے اسلام پر رکیک حملے کرتے ہوئے "توزین الاقوال" لکھی اور نعرہ لگایا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء عیسائی بن چکے ہیں۔ پادری عبد اللہ آتھم کا معاملہ بھی چل رہا تھا۔ اس نے حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ لیکن دُنیا کو دھوکا دینے کے لئے وہ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ اُس وقت حدیثِ نبویؐ کے مطابق ایک گروہ کہہ رہا تھا کہ حق آلِ عیسیٰؑ کے ساتھ ہے۔ اور دوسرا گروہ کہہ رہا تھا کہ حق آلِ محمدؐ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک ایسا نازک وقت تھا کہ پادریوں اور علماءِ سُوء کی طرف سے احمدیت کی مخالفت نکتۂ عروج تک پہنچ چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ عربی زبان میں نظم اور نثر میں "نور الحق" اُن کے سامنے پیش کی۔ اس ابتلاءِ عظیم کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے حدیثِ نبویؐ کے مطابق ۱۸۹۴ء میں آسمان پر چاند سورج گرہن کا نشان ظہورِ مہدی کی تصدیق کے لئے دکھایا۔ جسے حضورؑ نے بڑی تحدّی کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

"مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۳۳)

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اِک گواہ ٭ چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار (دُرِّ ثمین)

بزبانِ حال کاروانِ احمدیت نے نعرہ لگایا کہ اے صلیب کے پرستار پادریو! کاسرِ صلیب برپا ہو چکا ہے۔ اور اے علماءِ سُوء!! مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہمیں اور آگے جانا ہے ؏ احمدیت ہی رہے گی ربِّ کعبہ کی قسم۔

● — اس کے بیس سال بعد پھر ایک بڑی روک پیدا ہوئی۔ ۱۹۱۴ء میں "اکابر" کہلانے والے مُنکرینِ خلافت نے احمدیت کا امتیازی نشان مٹانے کے لئے خلافتِ احمدیہ پر خطرناک حملہ کر دیا۔ قریہ بہ قریہ، گھر بہ گھر اور بالشت بالشت سخت مقابلہ ہوا۔ بالآخر حدیثِ نبویؐ کے مطابق برپا ہونے والی خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت فتح یاب ہوئی اور کاروانِ احمدیت نے ایک زوردار نعرہ لگایا کہ اے منکرینِ خلافت! تم رُک جاؤ اور کھڑے ہو جاؤ!! اور پیچھے ہٹو!!! ہم نے ابھی اور آگے جانا ہے ؏ احمدیت ہی رہے گی ربِّ کعبہ کی قسم۔

● — ٹھیک بیس سال بعد اس سے بھی بڑی روک پیدا ہو گئی۔ احراریوں کے سربراہ نے گیدڑ بھبکی دی کہ "اے مسیح کی بھیڑو! تمہیں کوئی بلا نہیں۔ یہ مجلسِ احرار ہے اور اس نے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے"۔ اس کے جواب میں احمدیت کے فتح نصیب جرنیل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مَیں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں"۔ اور اسی پُر آشوب دَور میں "تحریکِ جدید" کا آغاز اِلقاءِ الٰہی کے تحت فرمایا۔ اور کاروانِ احمدیت نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے للکارا کہ اے فتنہ پرور احراریو! تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہمیں اور آگے جانا ہے ؏ احمدیت ہی رہے گی ربِّ کعبہ کی قسم۔ اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے واقعی احراریوں کے پاؤں تلے سے قادیان کی مقدس سرزمین نکل گئی پھر وہ ہندوستان سے نابود ہوئے اب پاکستان میں بھی ان کی آواز سُنائی نہیں دیتی۔ ؏ پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں۔ اور دوسری جانب "تحریکِ جدید" کے خوش رنگ اثمار ۱۲۴ ممالک میں لہلہا رہے ہیں ؏ گلستاں در گلستاں

● — اس کے بیس سال بعد اس سے بھی بڑی روک پیدا ہوئی۔ ۱۹۵۳ء-۵۴ میں ۷۲ فرقوں سے تعلق رکھنے والے علماء نے مل کر احمدیت کے ثمر آور پودے کو نیست و نابود کرنے کے لئے اجتماعی طور پر پاکستان کے عوام میں خطرناک اشتعال پھیلا دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھ میں ہے۔ وہ مجھے اور میری جماعت کو تباہ نہیں کرے گا بلکہ دشمن ہی ذلیل اور شرمندہ ہو گا"۔

مارشل لاء لگا۔ ہزاروں کی تعداد میں بلوائی ہلاک ہو گئے۔ مولانا مودودی اور مولانا عبد الستار نیازی کو پھانسی کی سزا سُنائی گئی جو بعد میں معاف کر دی گئی۔ ۱۹۵۴ء میں تحقیقاتی عدالت قائم ہوئی جسٹس ایم۔ آر کیانی اور جسٹس منیر کے سامنے یہ علماء ایسے "ذلیل اور شرمندہ" ہوئے کہ متفقہ طور پر مسلمان کی تعریف تک پیش نہ کر سکے۔ ہر مُلّا نے اپنی الگ تعریف پیش کی۔ جو ایک دوسری سے متضاد تھی۔ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں ان علماء کی ذلّت اور شرمندگی ہمیشہ کے لئے ریکارڈ ہو چکی ہے۔ اس موقعہ پر بھی کاروانِ احمدیت نے للکارا کہ اے علماءِ سُوء! تم اپنی ذلّت اور شرمندگی کو لے کر پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہمیں اور آگے جانا ہے۔ ؏ احمدیت ہی رہے گی ربِّ کعبہ کی قسم۔ جماعتِ احمدیہ کو تحریکِ وقفِ جدید کا انعام ملا جو عالمگیر نفوذ اختیار کر چکی ہے۔

● — اس کے بیس سال بعد اس سے بھی بڑی روک ۱۹۷۴ء میں آکھڑی ہوئی۔ علماءِ سُوء نے ایک سیاسی لیڈر کا سہارا لیا کہ ان علماءِ سُوء سے تو احمدیت کے آگے بڑھتے ہوئے قدم رُکتے نہیں ہیں۔ آپ ہی کچھ کریں تو کریں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مسٹر بھٹو جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیں تو وہ اپنی داڑھیوں سے اُن کے بُوٹ پالش کریں گے۔ مسٹر بھٹو بھی لالچ میں آگئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور نعرہ لگایا کہ "مَیں نے احمدیوں کا نوّے سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے"۔ وہ ابھی نعرہ لگا ہی رہے تھے کہ پکڑے گئے۔ حالانکہ ابھی جماعتِ احمدیہ کی تاسیس پر نوّے سال گزرے بھی نہ تھے۔ جب ۱۹۷۹ء میں نوّے سال گزر رہے تھے تو مسٹر بھٹو کا اپنا فیصلہ ہو گیا وہ خود پھانسی کے تختے پر لٹک رہے تھے — کاروانِ احمدیت نے بزبانِ حال پانچویں مرتبہ للکارا کہ اے بھٹو پارٹی کے جفاکارو! تم بھی پیچھے ہٹو!! ہم نے اور قدم آگے بڑھانا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہدایت کے سامان پیدا کرے۔ اور تم حقیقت کو سمجھ کر خدا تعالیٰ کی ناراضگی

سے بچ جاؤ ؎

جفائیں سہہ کے بھی ہم کو خوشی محسوس ہوتی ہے
تمہاری دشمنی بھی دوستی محسوس ہوتی ہے

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو یہ چمکتا ہُوا نشان دیا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو صد سالہ جوبلی منانے کا پروگرام دیا۔ یہ ہیں پانچ بڑی بڑی روکیں جو احمدیت کی راہ میں حائل ہُوئیں اور یہ تھے چمکدار نشانات جو ان کے ساتھ وابستہ تھے ؎

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن (دُرِّثمین)

● — اس کے دس سال بعد ۱۹۸۴ء میں آمرِ پاکستان ضیاء الحق نے بدنام زمانہ آرڈیننس ۲۰ کا نفاذ کرکے جماعتِ احمدیہ کے انسانی حقوق چھین لئے۔ یہ ایک بہت بڑا ابتلاء تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہُ اللہ تعالیٰ نے اتمامِ حُجّت کے بعد بروز جمعہ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو ایک سال کی مسنون میعاد کے ساتھ مُباہلہ کا چیلنج دے کر اس معاملہ کو فیصلہ کن منزل تک پہنچا دیا۔ اس کا پہلا نتیجہ تو یہ نکلا کہ ایک ماہ گزرنے پر اسلم قریشی کی بازیابی کے نتیجہ میں مجلس تحفظِ ختم نبوّت کے رُوئے زمین پر پائے جانے والے اور اُن کے ہمنوا علماء جھوٹے ثابت ہو کر آیتِ مُباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مصداق ثابت ہوگئے۔ کیونکہ یہ لوگ بڑی تحدّی کے ساتھ اس کے قتل کا اتہام حضور انور پر لگا رہے تھے۔

دُوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ چیلنج مباہلہ پر دو ماہ ایک ہفتہ گزرنے پر ضیاء الحق لاؤ لشکر سمیت ہوائی حادثہ میں اس طور سے ہلاک ہُوا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ مِلا۔ اور ایک جھوٹا تابوت تیار کرکے اسے مسجد فیصل اسلام آباد میں دفنا دیا گیا۔ جب تک یہ جھوٹی قبر قائم رہے گی اور اس پر جھوٹی برسی منائی جاتی رہے گی، قرآنِ کریم کی آیتِ مُباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی صداقت کا ثبوت مُہیّا کرتی رہے گی۔

اِس موقعہ پر بھی بزبانِ حال کاروانِ احمدیت نے پُکارا کہ اَے آیتِ مُباہلہ کی آغوش میں آنے والے علماءِ سُوء! اور اَے ضیاء الحق کے چیلے چانٹو!! تم بھی پیچھے ہٹ جاؤ کہ ہمیں اَور بھی منزل کی طرف آگے قدم بڑھانا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ عطا فرمائے اور آپ ہدایت پاکر اس آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچ جائیں جس کے کنارے پر آپ اِس وقت کھڑے ہیں، یہ ہے ہماری تمنّا! ؎

ہمارا عشق جا پہنچا ہے اس منزل پہ اَے پیارو!
کہ تاریکی جہاں پر روشنی محسوس ہوتی ہے

گزشتہ سال جماعتِ احمدیہ نے صد سالہ جشنِ تشکّر منایا جس میں اللہ تعالیٰ نے جماعت پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی غیر معمولی موسلا دھار بارشیں نازل فرمائیں۔ یہ ہے وہ پس منظر جس کے آئینہ میں ہم امسال بڑی مسرّت اور انبساط سے جلسہ سالانہ منا رہے ہیں۔ اور جذباتِ تشکّر سے ہماری رُوحیں اللہ تعالےٰ کے دربار میں سجدہ ریز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ:۔

”یقیناً سمجھو کہ یہ خُدا کے ہاتھ کا لگایا ہُوا پَودا ہے خُدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجّب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔“ (رُوحانی خزائن جلد ۱۱ انجامِ آتھم ص ۶۴)

یہ اگر انسان کا ہوتا کاروبار اَے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
(دُرِّثمین)

عبدالحق فضل

آل رِیلیجس کانفرنس میں احمدی مُبلّغ کی تقریر

مورخہ ۲۰ نومبر جین دھرم کی طرف سے آل ریلیجس کانفرنس منعقد کی گئی جس میں جماعتِ احمدیہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب اور خاکسار نے شرکت کی۔ کانفرنس شروع ہونے سے پہلے موجودہ حالات پر متعدد مذاہب کے سکالرز نے خیالات کا اظہار کیا۔ اور جماعتِ احمدیہ کے موقف کو حاضرین کے سرکردہ نمائندگان نے پسند کیا۔ خاکسار نے جماعتِ احمدیہ کے نظریات کو پیش کیا۔ جس کا انگلش خلاصہ محترمہ برہ کماری سماجیہ نے پیش کیا۔ چنانچہ مختلف فکر و نظر کے لوگوں نے ہمارا ایڈریس لیا۔ خاکسار کی تقریر قومی یکجہتی امن و اتحاد پر تھی۔ اور اُسی دن دُوردرشن دہلی ویژن پر خاکسار کو دکھایا گیا۔ اور کانفرنس کے مختلف مناظر بھی پیش کئے گئے۔ محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کو بھی ٹیلیویژن پر پیش کیا گیا۔ سکندر آباد کے سابق میئر شری ادم پرکاش جی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مُلک میں بڑھتی ہوئی بدامنی کے پیشِ نظر اسکولوں اور کالجز میں ایسے پروگرام رکھے جائیں گے۔ اور اس تعلق سے تقاریر کے لئے آپ کو تیار رہنا ہوگا یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ خُدا تعالیٰ ہمارے پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بہتر رنگ میں خدمتِ اسلام بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ؎

کشورِ دل کو چھوڑ کر جائیں گے وہ بھلا کہاں
آئیں گے وہ یہاں ضرور تو انہیں بس بُلائے جا

—— (۲) ——

عثمانیہ یونیورسٹی کی فُٹ بال ٹیم کا کیپٹن

احمدی نوجوان سیلکٹ

یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ جہاں آندھرا پردیش میں تبلیغی سرگرمیاں تیز ہیں وہاں کھیلوں میں ہمارے احمدی نوجوان نمایاں کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں جیسا کہ سلیم احمد ساؤتھ کے نامور باڈی بلڈر نوجوان ہیں جو حال ہی میں کرناٹک کے مقابلہ جات بمقام ہُبلی میں انعام اوّل حاصل کر چکے ہیں۔ نیز عزیز عظمت اللہ غوری ابن محترم سیٹھ نصرت اللہ صاحب غوری قابلِ ذکر ہیں جو محترم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب امیر جماعت احمدیہ یعنہ کُنٹہ سابق ایم۔ ایل۔ اے کا نواسہ ہے۔ یہ نوجوان پبلک اسکولوں کی فٹ بال ٹیم ساؤتھ زون کی فٹ بال ٹیموں کے کیپٹن کی حیثیت سے سابق میں اجمیر ٹورنامنٹ جیت چکے ہیں۔ اور گزشتہ سال چنڈی گڑھ میں بھی انڈیا کی ٹیموں کے مقابل میں کھیل چکے ہیں۔ روزنامہ انڈین ایکسپریس مورخہ ۲۱ نومبر ۹۰ء نے اطلاع دی ہے کہ یہ نوجوان عثمانیہ یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم کا کیپٹن سیلکٹ کیا گیا ہے۔ نیز کثیر الاشاعت مُسلم روزنامہ سیاست نیوز ٹائم اور متعدد اخبارات میں عزیز عظمت اللہ غوری کے فوٹوز کے ساتھ ان کے کیپٹن بننے کی خبریں شائع ہوئیں۔ کیونکہ ان دنوں ٹورنامنٹ بھی ہو رہے ہیں نیز بعض اخبارات میں اس سُرخی سے خبر شائع ہوئی کہ غوری دُوسری ٹیموں سے LEAD کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو نمایاں طور پر صحت و سلامتی کی عُمر عطا فرمائے۔ عزیز نے مبلغ پچاس روپے ”اعانتِ بدر“ میں ادا کرتے ہُوئے دُعا کی درخواست کی ہے۔ سچ ہے ؎

ہر کھیل میں ہر دَوڑ میں آگے رہے تیرا جواں
اَے قادیاں دارالاماں اُونچا رہے تیرا نشاں

خاکسار:۔ حمید الدین شمس
انچارج احمدیہ مُسلم مشن
آندھرا پردیش

قرآنِ مجید

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (سورۃ الصّف)

ترجمہ :- اور جب عیسٰی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اس کی تصدیق کرتا ہوا جو میرے سامنے تورات ہے اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوا جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہے۔ سو جب وہ اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔

احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَیْفَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْمَهْدِیَّ .... اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَ الْمَهْدِیُّ ۔

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۴)

ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہدی کے نام کے بارہ میں سُنا فرمایا اس کا نام احمد اور عبداللہ اور مہدی ہے۔

عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَهُمْ یَكُوْنُ مَعَ الْمَهْدِیِّ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ حاشیہ)

ترجمہ :- ایک جماعت ہندوستان میں مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی جس کا نام احمد ہو گا۔

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اَشَارَ عِیْسٰی بِقَوْلِهٖ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ اِلٰی قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ وَ اِمَامِهِمِ الْمَسِیْحِ بَلْ ذَكَرَ اِسْمَهٗ اَحْمَدَ بِالتَّصْرِیْحِ" (اعجاز المسیح باب ثالث صفحہ ۲۳، ۲۴)

ترجمہ :- یعنی عیسٰی علیہ السلام نے اپنے قول كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ میں اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ والی قوم (یعنی جماعت احمدیہ۔ ناقل) اور اُن کے امام کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ اس امام کا تصریح کے ساتھ نام احمد بتایا ہے۔

"غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اوّل کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا۔ یعنی بعثتِ اوّل جلالی شان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعثتِ دوم میں جس کی طرف آیت کریمہ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں اشارہ ہے۔ وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے۔ جیسا کہ آیت وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ اس طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی فرمائے گا ...... لہٰذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ (نمبر ۱) بعثتِ محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ (نمبر ۲) دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے۔ جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسٰی علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بلاواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰؑ کے رنگ پر مبعوث فرمایا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسٰی سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایک بروزی آئینہ میں (جو مسیح موعود ہے۔ ناقل) اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلا دیا۔" (تحفہ گولڑویہ ایڈیشن اوّل صفحہ ۹۶)

افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسندِ خلافت پر سرفراز ہونے کے بعد سب سے پہلے جو کتاب "قولِ فیصل" کے نام سے لکھی اُس میں آپؓ نے صفحہ ۲۷ و صفحہ ۲۸ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو کتابوں ازالہ اوہام اور اعجاز المسیح سے دو عبارتیں نقل کر کے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"ان حوالوں سے آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ آپؑ نے اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں چسپاں کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر پیشگوئیاں آپؐ کی اُمت کی ترقی کی نسبت ہیں اُن کے پہلے مظہر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اگر آپؐ احمد نہ ہوتے تو مسیح موعود کیونکر احمد ہو سکتا تھا۔ مسیح موعود کو تو جو کچھ ملا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔ اگر ایک صفت کی نفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی جائے تو ساتھ ہی اس کی نفی حضرت مسیح موعود سے ہو جائے گی۔ کیونکہ جو چیز چشمہ میں نہیں، وہ گلاس میں کیسے آ سکتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمد تھے اور اس پیشگوئی کے اوّل مظہر وہ تھے۔"

منظوری انتخابات جماعت احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل عہدیداران کی منظوری درج ذیل تفصیل کے ساتھ دی جاتی ہے
اللہ تعالیٰ سب کو بہتر رنگ میں مقبول خدمات کی توفیق دے آمین
ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ شوپیان

صدر۔ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب عادل
نائب صدر۔ " محمد مقبول صاحب ڈار
سیکرٹری مال۔ " ماسٹر عبد الغنی " ڈار
" تبلیغ۔ " عبد العزیز "
" امور عامہ " غلام محمد " راتھر
" تعلیم تربیت " مبارک احمد " پڈر
" جائیداد۔ " عبد العزیز " آہنگر
" امین۔ " محمد عبد اللہ " ڈار محمد
" رشتہ ناطہ۔ " عبد الواحد " پڈر
" تحریک جدید وقف جدید " عبد الغنی " بٹ
آڈیٹر " منظور احمد " وانی
(منظورہ ۹۰/۱۲ تا ۹۳ تک)

جماعت احمدیہ براڑلہ

صدر۔ مکرم ارشاد احمد خان صاحب
سیکرٹری مال۔ " شمس اللہ خان "

جماعت احمدیہ کوٹھی

صدر۔ مکرم ریاض محمد خان صاحب
نائب صدر۔ " میاں طاہر احمد "
سیکرٹری مال " تنویر احمد خان "
آڈیٹر " بشیر احمد خان "
سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت مکرم نسیم احمد خان صاحب
" وقف جدید تحریک جدید " منظر احمد خان "
امام الصلوٰۃ۔ قاضی۔ مکرم عبد الرحمٰن خان
(منظورہ ۹۰/۶ تا ۹۳ تک)

جماعت احمدیہ چنگنترہ

صدر۔ مکرم بونی احمد صاحب ولد ابو مسلم صاحب
سیکرٹری مال۔ " نیج کوئی " احمد صاحب این
" تبلیغ۔ " جورج احمد " فرلوس صاحب
" تعلیم و تربیت۔ " محمد صادق صاحب
" ضیافت۔ " سی ایچ کریم احمد صاحب
ولد ابو بکر صاحب۔

جماعت احمدیہ بھاگلپور

صدر۔ مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب
سیکرٹری مال، وقف جدید، تحریک جدید
مکرم شمس عالم صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ تعلیم و تربیت۔
مکرم مسعود احمد صاحب
سیکرٹری امور عامہ مکرم خورشید عالم صاحب

جماعت احمدیہ ہمگاؤں

صدر۔ مکرم شبیر احمد صاحب ایل ایل بی

جماعت احمدیہ ہموساں

صدر۔ مکرم عبد الرحمٰن خان صاحب
ولد محمد سلطان "
نائب صدر۔ مکرم شریف احمد صاحب ولد
مکرم محمد عارف "
سیکرٹری مال۔ مکرم نذیر احمد " ولد
مکرم محمد عبد اللہ "
سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم غلام نبی " "
مکرم محمد ابراہیم "
سیکرٹری تعلیم و تربیت مکرم شریف احمد صاحب
ولد محمد عارف صاحب
سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم محمد ایوب صاحب
ولد عبد الرحمٰن صاحب
سیکرٹری ضیافت مکرم محمد ایوب صاحب
ولد محمد اکرم صاحب
مؤذن مکرم محمد ایوب صاحب ولد
عبد الرحمٰن صاحب

جماعت احمدیہ مظفر پور

صدر۔ مکرم ایس ایم شیخ صاحب
سیکرٹری تبلیغ " قاضی عبد الرشید "
" مال " طاہر الدین ملک "

جماعت احمدیہ گلبرگہ

صدر۔ مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب
جنرل سیکرٹری۔ " عبد الحکیم "
سیکرٹری تبلیغ۔ " استاد عبد الحفیظ "
" مال۔ " غلام ناظم الدین "

باقی آئندہ

شری وی پی سنگھ سابق وزیر اعظم کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

از مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کالیکٹ

بھارت کے سابق وزیر اعظم شری۔ وی۔ پی۔ سنگھ کی کالی کٹ میں مورخہ ۹۰/۱۲/۲ کو تشریف آوری کے موقعہ پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

شری وی۔ پی سنگھ صاحب رات کے ۱۱ بجے کالی کٹ میں منعقدہ جلسہ عام کو مخاطب کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ اس موقعہ پر کئی لاکھ لوگ جمع تھے۔ ان کی تقریر ۱/۲ ۱۲ بجے رات ختم ہوئی۔ اس کے بعد ان کی قیام گاہ گیسٹ ہاؤس میں جماعت احمدیہ کالی کٹ کا ایک وفد جو خاکسار محمد عمر مکرم کنہادو صاحب امیر مقامی مکرم محمد سلیم صاحب قائد مجلس خدام مکرم ایم عبد الرحیم صاحب مکرم یو بشیر احمد صاحب اور مکرم محمد عثمان صاحب پر مشتمل تھا۔ ان سے ملاقاتی ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار نے ان سے مصافحہ کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا اور مندرجہ ذیل کتب کا تحفہ پیش کیا۔

(1) TEACHING OF ISLAM
(2) ISLAM AND HUMAN RIGHTS
(3) SELECTED VERSES OF HOLY QURAN

نیز مورخہ ۹۰/۱۱/۹ کو حضور اقدس نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اسکی کیسٹ شری سنگھ جی کو پیش کرتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے عالمی امام حضرت مرزا طاہر احمد نے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مبسوط خطاب فرمایا تھا۔

اس میں منڈل کمیشن اور بابری مسجد کے بارے میں آپ کے موقف کی تائید اور اس بارے میں آپ کی بہادری کی سراہنا کی تھی۔ یہ خطاب دنیا کے کروڑوں افراد تک پہنچایا گیا تھا۔

اسوقت وی۔ پی سنگھ صاحب نے کھڑے ہو کر بہت ہی خوشی اور احترام کے جذبہ کے ساتھ یہ تحفہ قبول کرتے ہوئے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا اور کئی دفعہ شکریہ کے الفاظ دہرائے۔ اس گفتگو کے موقعہ پر شری گاندھی جی کے پوتے راج موہن گاندھی جنتا دل کے آل انڈیا صدر بومئی ریڈی سابق مرکزی وزیر ارنگل شرکا نورن اور ویریندر کمار M.L.A - جنرل منیجنگ ڈائریکٹر ماترو بھومی وغیرہ موجود تھے۔ سبھوں کے ساتھ اراکین وفد نے مصافحہ کیا اور تعارف کرایا۔

دعا ہے کہ حالات حاضرہ کے بارے میں اور موجودہ مسائل کے متعلق حضور اقدس نے قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر جو حل پیش فرمائے ہیں ان کو قبول کرنے کی توفیق اور ان حل و نتائج کو حاصل ہو۔

تقریب شادی

مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس ولد مکرم چوہدری سعید احمد صاحب درویش، قادیان کی تقریب شادی کے موقعہ پر مورخہ ۹۰/۱۱/۱۴ کو مسجد مبارک میں مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت نے اجتماعی دعا کرائی لڑکے والوں کی بارات دہلی کیلئے روانہ ہوئی۔ مورخہ ۹۰/۱۱/۱۹ کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی قبل ازیں موصوف کا نکاح عزیزہ شہناز بیگم بنت مکرم دادا بھائی میرجی صاحب دہلی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ مورخہ ۹۰/۱۱/۲۷ کو مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نے بیٹے کی شادی کی خوشی میں تقریباً ۴۰۰ افراد مرد و زن کو ولیمہ کی دعوت دی۔ مکرم دادا بھائی میرجی صاحب نے ۲۰۰ روپیہ اور مکرم چوہدری صاحب نے ۲۵۱ روپیہ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے رشتہ کے جانبین کیلئے خیر و برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دعا کی ہے۔

بشیر الدین کارکن فضل عمر پریس قادیان

خطبہ جمعۃ المبارک

اے تلوار اٹھانے والے دشمن! جس طرح کل مسیح خدا نے خدا والوں کو تیری تلوار سے نجات بخشی تھی اور اپنی حفاظت میں رکھا تھا

آج بھی وہی زندہ خدا ہے۔ اُس کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہ خدا آج ہمیں تمہارے ظلم و ستم سے بچائے گا!

ضیاء کے گیارہ سال اس طرح گئے کہ ہر لمحہ اس کی چھاتی پر سانپ لوٹتے رہے مگر احمدیت کی ترقی کو وہ دنیا میں روک نہیں سکا اور آخر

انتہائی ذلّت کے ساتھ نامراد اور ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پس تلوار کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ نبوت ۱۳۶۹ ہش مطابق ۹ نومبر ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P. S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر ھدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

عالم اسلام پر جو حالات آجکل گزر رہے ہیں وہ ہر احمدی کے لئے بہت ہی زیادہ باعث فکر ہیں اور پریشانیاں کم ہونے کی بجائے سر دست بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی احباب جماعت کو بار بار دعا کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت کی تھی، اب پھر میں اس خطبے کے ذریعے جماعت کو دعا کی یاد دہانی کراتا ہوں۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور گہرے خلوص اور درد کے ساتھ ہر احمدی کو باقاعدہ اس امر کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عالم اسلام کے خطرات کو ٹال دے۔ اور اگرچہ بہت ہی گہرے اور سیاہ بادل ہر طرف سے گھر کر آتے ہیں۔ لیکن خدا کی تقدیر جب چاہے ان کے رُخ پھیر سکتی ہے اور

اس وقت دنیا کا کوئی ایسا حصّہ نہیں ہے

جہاں یا براہ راست مسلمانوں کو خطرہ درپیش نہ ہو، یا بالواسطہ خطرہ درپیش نہ ہو۔ اور ان تمام خطرات کے مقابلے کے لئے فی الحقیقت دنیا میں کہیں بھی مسلمان تیار نہیں۔ اور جو اسلامی اور عقل و دانش کا ردّ عمل ہونا چاہیئے وہ ردّ عمل کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ اس لئے ہمارا کام ہے کہ نصیحت بھی کریں، سمجھانے کی بھی کوشش کریں خواہ کوئی ہماری آواز سنے یا نہ سنے، ہمارا فرض ہے کہ اس وقت جو بھی نصیحت کا حق ہے وہ ضرور ادا کریں۔ لیکن محض نصیحت پر بنا نہیں کرنی کیونکہ نصیحت ان کانوں پر پڑے جو سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں، حالات ان آنکھوں کو دکھائے جائیں جو دیکھنے کے لئے تیار نہ ہوں اور بات ان دلوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جن کے اوپر جہالت کی مہریں لگی ہوں، تو جو بھی انسان کرنا چاہے اس کا نیک نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس لئے

دعائیں بہت ضروری ہیں

نصیحت میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور جہاں تک غیر دنیا کا تعلق ہے ان کے رُخ موڑنے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

آپ کی دعائیں کئی رُخ ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ اللہ اہل اسلام میں ہوشمند لیڈر شپ پیدا فرمائے اور اہل اسلام کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے ان کو عقل دے۔ ان کو تقویٰ کا نور عطا کرے اور حالات کو سمجھنے کی توفیق بخشے۔ اور دوسری طرف جو ظالم باہر کی دنیا سے اسلام پر حملہ آور ہونے والے ہیں یا ہو رہے ہیں یا اندرونی طور پر مسلمانوں کے اندر سے ان سے دشمنی کرنے والے اسلام کے بھیس میں اُن سے دشمنی کر رہے ہیں۔ ان سب کے رُخ پھیر دے اور ان کی تمام کوششوں کو نامراد اور ناکام فرما دے۔

سرسری طور پر جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ میں آپ کے سامنے مختصراً رکھتا ہوں۔ سرسری طور پر تو نہیں مگر مختصراً رکھتا ہوں۔ کیونکہ اس مدت سے پہلے اس مضمون پر مختلف رنگ میں میں روشنی ڈال چکا ہوں۔

عراق کے ساتھ وابستہ جھگڑے کا تعلق

درحقیقت کویت پر عراق کے قبضے سے ہے۔ یہ تو سب دوستوں کو معلوم ہے۔ اور اس وقت تمام دنیا کی طاقتوں کو عراق کے خلاف جو اکٹھا کیا جا رہا ہے اس کے محرکات کیا ہیں۔ ان میں سے ایک دو میں نے بیان کئے لیکن بہت گہرے محرکات ہیں۔ اگر توفیق ملی تو آئندہ کبھی ان پر تفصیل سے روشنی ڈالوں گا۔ اور یہ بتاؤں گا کہ ان سازشوں کی باگ ڈور درحقیقت کن ہاتھوں میں ہے، لیکن خلاصہ اس جھگڑے کا یہی ہے کہ ایک مسلمان ملک نے ایک ایسے خطۂ زمین پر قبضہ کر لیا جو اس مسلمان ملک کے نزدیک کبھی اس کا تھا۔ اور انگریزوں نے اس خطے کو کاٹ کر وہاں ایک الگ حکومت قائم کر دی تھی۔ یہ عراق کا کیس ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر آج ہم کسی خطے پر کسی تاریخی دعویٰ کے نتیجے میں کسی ملک کو قبضہ کرنے دیں تو اس سے عالمی امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گا۔ اور ہم کسی قیمت پر بھی اس قسم کی ظالمانہ حرکت کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ چنانچہ مغربی راہنماؤں کی طرف سے بار بار اس خیال کو بھی ردّ کیا جا رہا ہے کہ تیل میں ہمیں دلچسپی ہے۔ کہتے ہیں تیل میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ دلچسپی ہے تو امن عالم میں دلچسپی ہے۔ ایک خطے کو جو زمین کا ایک ٹکڑا ہے اس کو کوئی ملک اپنے قبضے میں اس لئے کر لے کہ تاریخی لحاظ سے کچھ اور تھا یہ بالکل ایک لغو بات ہے۔ اور ہم ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

آئیے اب ہم اس دور کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہوتا رہا ہے۔ اور یہ جو دلیل پیش کی جا رہی ہے اس کی ماہیت کیا ہے۔ جہاں تک عالم اسلام سے تعلق رکھنے والی بعض سرزمینوں کا تعلق ہے ان میں سب سے پہلے

فلسطین کی سرزمین

ہے جس کے ایک بڑے حصے پر اس وقت اسرائیل کی حکومت قائم ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی وہ حکومت سرکتی ہوئی اردن دریا کے مغربی ساحل تک پہنچ چکی ہے۔ یہ حقیقت میں ایک تاریخی قضیہ تھا۔ ہزاروں سال پہلے یہود کا اس سرزمین پر قبضہ تھا۔ اور یہاں انہوں نے معبد تعمیر کئے اور اس زمین کو یہود کے نزدیک غیر معمولی اہمیت تھی۔ مغربی طاقتوں نے اس قدیم تاریخ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس زمانے کا جغرافیہ تبدیل کیا۔ اور اس قدر غیر معمولی ہٹ دھرمی اور جسارت کی کہ سارا عالم اسلام شور مچاتا رہ گیا اور عالم اسلام کے سوا دنیا کی بہت سی دوسری طاقتیں بھی عالم اسلام کی ہمنوائی میں اٹھ کھڑی ہوئیں کہ تم تین چار ہزار سال پرانی تاریخ کو ٹٹولتے ہوئے راکھ کے انبار میں سے ایک چنگاری نکال رہے ہو۔ اور اسے ہوا دے کر آگ بنانے لگے ہو۔ تمہارا کیا حق ہے کہ آج اس پرانے دعوے کو قبول کرتے ہوئے اس حال کی دنیا کے نقشوں کو تبدیل کرو۔ مگر وہی بڑی حکومتیں جو عراق کو تباہ کرنے پر آج تلی بیٹھی ہیں وہ متحد ہو گئیں اس بات پر کہ نہیں

تاریخ کے نتیجے میں جغرافیے تبدیل کئے جاتے رہیں گے۔ اور جغرافیے تو تبدیل ہوتے رہنے والی چیزیں ہیں۔ پھر آپ کشمیر کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ جوناگڑھ کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ حیدر آباد دکن کو دیکھ لیجئے۔ غرضیکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اس دور میں جس میں سے ہم گزر رہے ہیں تاریخ کے حوالے سے یا بغیر کسی حوالے کے جغرافیے تبدیل کئے گئے۔ اور تمام دنیا کی سیاست کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوا۔ اور سیاسی تقسیمیں دنیا میں جتنی بھی ہیں انہوں نے ان تبدیلیوں کے نتیجے میں کوئی واویلا نہیں کیا۔ اور کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ سب دنیا مل کر اس تبدیل ہوتے جغرافیے کو پھر پہلی شکل پر بحال کر دے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم جب افریقہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور بھیانک شکل دکھائی دیتی ہے۔ ایک رسالہ THE PLAIN TRUTH یہاں سے شائع ہوتا ہے، اس کے ایک صفحے میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ دنیا کی جغرافیہ تبدیل کرنے کا حق کن کو ہے اور کن کو نہیں ہے۔ یہ لکھتا ہے :-

IN NOVEMBER 1884, REPRESENTATIVES OF 13 EUROPEAN NATIONS AND THE UNITED STATES MET IN BERLIN. HAVING PORTIONED OUT AFRICA AMONG THEMSELVES, THEY AGREED TO RESPECT EACH OTHER'S "SPHERES OF INFLUENCE". SOON ONLY ETHIOPIA AND LIBERIA REMAINED INDEPENDENT NATIONS. (THE PLAIN TRUTH, OCTOBER 1990)

(BUT NO MORE)

.....IN ACTUALITY THE DIVISION OF AFRICA WAS DONE WITH MAINLY EUROPEAN INTERESTS IN MIND...... IN MOST BLACK AFRICAN STATES SOUTH OF THE SAHARA THE STANDARD OF LIVING IS FALLING, THE PEOPLE HUNGRY, BEWILDERED AND DISILLUIONED. A PART OF THE BLAME MUST BE PLACED ON THE WAY THE CONTINENT WAS, AND IS, DEVIDED. ONLY A DIVINE POWER COULD REVERSE THIS TRAGEDY PEACEABLY.

(THE PLAIN TRUTH. Oct. 1990)

لکھتا ہے کہ نومبر ۱۸۸۴ء میں ۱۳ یورپین ریاستوں کے نمائندے اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے نمائندے برلن میں اکٹھے ہوئے۔ غرض کیا تھی؟ افریقہ کی بندر بانٹ۔ چنانچہ تمام افریقہ کے برِّ اعظم کو انہوں نے وہاں ایسے ٹکڑوں میں تقسیم کیا کہ کچھ ٹکڑے کسی کے حصّۂ اثر میں آئے اور کچھ ٹکڑے کسی اور کے حصّۂ اثر میں آئے۔ غرضیکہ تمام یورپین ممالک نے اپنے اپنے حصّۂ اثر کے ٹکڑے چن لئے اور معاہدہ یہ ہوا کہ ہم ایک دوسرے کے حصّۂ اثر کے ٹکڑوں میں دخل نہیں دیں گے..... فی الحقیقت یہ تقسیم تمام تر یورپین ریاستوں کے مفاد میں کی گئی تھی۔

اس کی تفاصیل اس مضمون میں بھی بیان ہوئی ہیں اور تاریخ میں ویسے ہی یہ مضمون پوری چھان بین کے ساتھ ہمیں تالیف ہوا ہوا ملتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تقسیمات میں ہرگز کسی افریقن قوم یا کسی افریقن ملک کے مفاد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا اور قوموں کو نہ قومیت کی بناء پر تقسیم کیا گیا، نہ لسانی یکجہتی کی بناء پر تقسیم کیا گیا، نہ دیگر مفادات کو دیکھا گیا، نہ اقتصادی مفادات کو دیکھا گیا، نہ یہ دیکھا گیا کہ کہاں قدرتی دولتیں یعنی معدنیات موجود ہیں اور کہاں نہیں۔ اور نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں بہت چھوٹی ہو جائیں گی۔ اور اقتصادی لحاظ سے آزادی کے ساتھ چلنے کی اہل بھی رہیں گی یا نہیں۔ نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں اتنی بڑی ہو جائیں گی کہ ان کے نتیجے میں دیگر ریاستوں کے حقوق خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اور ان کے مفادات کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ یہ وہ خلاصہ ہے جو ہمیں تاریخ میں بھی ملتا ہے اور اس مضمون میں بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جو غیر معمولی تکالیف افریقہ کے باشندوں کو اٹھانی پڑیں اور اب بھی اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی آپ کو تاریخ میں ملتی ہے۔ اور اس مضمون میں بھی مختصراً ذکر ہے۔

خلاصۂ کلام یہی ہے کہ سارے افریقہ کے برِّ اعظم کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں یا بعض بڑے ٹکڑوں میں اس نیت سے بانٹ دیا گیا کہ

اس خطۂ زمین کے تمام تر مفادات اہلِ مغرب کو حاصل ہوں۔

اور حاصل ہوتے رہیں۔ اب آزادی کے بعد افریقہ کو جو اکثر مسائل درپیش ہیں وہ اسی غلط تقسیم کے نتیجے میں ہیں۔ کیونکہ قومی یکجہتی کا تصور ابھرنے کے ساتھ لسانی اشتراک کے خیالات بھی ابھرتے ہیں اور جغرافیے کی حدود انسان اَور پاتا ہے۔ اور قومی یکجہتی اور لسانی اشتراک کی حدود اَور طرح دیکھتا ہے۔ پھر تاریخی طور پر افریقہ کی قوموں کی ایک دوسرے سے دشمنیاں ہیں۔ مثلاً لائبیریا میں بعض قوموں کی بعض دوسری قوموں سے دشمنیاں ہیں لیکن یہ صرف ملک کے اندر نہیں بلکہ بڑے بڑے علاقوں میں یہ دشمنیاں پھیلی پڑی ہیں۔ اور ان میں سے بعض دشمنی والی قوموں کو اس طرح کاٹ دیا کہ وہ نسبتاً کمزور دوسری قوموں پر حاوی ہو جائیں، غرضیکہ بہت سی ایسی شکلیں ابھرتی ہیں جن کے نتیجے میں سارا افریقہ اس وقت بے اطمینانی، عدمِ اعتماد اور منافرتوں کی لپیٹ میں ہے۔ ان تمام ناانصافیوں کو دُور کرنے کی طرف، نہ کبھی کسی نے توجہ کی، نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ بلکہ اب تو معاملہ اس حد تک آگے بڑھ چکا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ان ناانصافیوں کو کالعدم کرکے افریقہ کی نئی تقسیم کی جائے تو جو موجودہ خطرات ہیں ان سے بہت زیادہ خطرات افریقہ کے امن کو درپیش ہوں گے۔

پس یہ ہے خلاصہ تاریخ اور جغرافیے کے تعلقات کا۔ اب جب ہم کویت پر عراق کے قبضے کی طرف واپس آتے ہیں تو اس ساری صورتِ حال کا یہ تجزیہ میرے سامنے آیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ملک مسلمان ملک کی سرزمین پر قبضہ کرلے اور جغرافیہ تبدیل کر دے تو دنیا کے امن کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مغربی طاقت یا سب طاقتیں مل کر ایک وسیع برِّ اعظم کے جغرافیے کو بھی تبدیل کر دیں اور تہس نہس کر دیں اور ایسی ظالمانہ تقسیم کریں کہ ہمیشہ کے لئے وہ ایک آتش فشاں مادے کی طرح پھٹنے کے لئے تیار برِّ اعظم بن جائے تو اس سے امنِ عالم کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ایک مسلمان ملک کسی مسلمان ملک کی زمین پر قبضہ کرے تو اس سے سارے عالم کے امن کو خطرہ ہوگا اور اس عالمی خطرے کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ آخری منطق ہے جو اس سارے تجزیے سے ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے

اس کے باوجود کہ یہ ساری باتیں معروف اور معلوم ہیں، یہ کوئی ایسی تاریخ نہیں ہے جس کو میں نے کھوج کر کہیں سے نکال کر پڑھا ہے اور جس سے مسلمان دانشور واقف نہیں یا مسلمان ریاستوں کے سربراہ واقف نہیں، سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔ اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھ رہے کہ اس وقت جو کچھ مشرقِ وسطی میں ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو اور اہلِ اسلام کو پہنچے گا۔ اور تمام تر فائدہ غیر مسلم ریاستوں کو اور غیر مسلم مذاہب اور طاقتوں کو میسّر آئے گا۔ اس جنگ کی جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جو بھی قیمت چکانی پڑے گی وہ تمام تر مسلمان ممالک چکائیں گے۔ اور یہ جو عظیم الشان فوجوں کی حرکت ایک برِّ اعظم سے دوسرے برِّ اعظم کی طرف ہو رہی ہے، یہ غیر معمولی اخراجات کو چاہتی ہے۔ اس کے لئے دولت کے پہاڑ درکار ہیں۔ لیکن یہ وہی دولت کے پہاڑ ہیں جو سعودی عرب نے اور شیخڈم نے انہیں ملکوں میں بنا رکھے تھے۔ اور وہی اب قانونی طور پر ان کے سپرد کر دیئے جائیں گے کہ یہ تمہارے ہوگئے۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور نتیجہ ایک ابھرتے ہوئے اسلامی ملک کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینا اور مسلمانوں کے دل میں اس خیال کا پیدا ہونا بھی جرم قرار دیا جاتا کہ وہ اپنی عزتِ نفس کے لئے کسی قسم کی کوئی آزاد کارروائی کر سکتے ہیں۔

عراق کو بھی ہم نے بہت سمجھانے کی کوشش کی

اور جس طرح بھی ہوا ان کو پیغام بھجوائے گئے کہ آپ خدا کے لئے خود اپنے مفاد کی خاطر اور اس اسلامی مفاد کی خاطر جو آپ کے پیشِ نظر ہے اس ناانصافی کے قدم کو پیچھے کرلیں، کیونکہ تاریخ کے حوالے سے اگر جغرافیے تبدیل ہونے لگیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، افریقہ میں بھی اب یہ ناممکن ہوگیا ہے۔ دنیا میں اکثر جگہوں پہ یہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے خود آپ کا مفاد اس میں ہے۔ کویت کا مفاد اس میں ہے۔ عالمِ اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ اس اٹھے ہوئے قدم کو واپس لے لیں۔ اور اپنی طاقت کو بڑھائیں اور عالمِ اسلام کو متحد کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن افسوس کہ وہاں بھی یہ بات نہیں سُنی گئی۔ اور دیگر مسلمان عرب ممالک نے بھی ذرہ بھی دھیان اس بات پر نہیں دیا کہ ہم غیر مسلم طاقتوں سے مل کر ان کے سارے ظلم کا خرچ برداشت کرتے ہوئے ایک مسلمان ریاست کو تباہ و برباد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں جس کے بعد ان تمام علاقے سے ہمیشہ کے لئے امن اٹھ جائے گا۔ عالمی امن کو خطرہ ہے یا نہیں ہے۔ مگر یہ ریاستیں جو اس جنگ کا خرچ برداشت کرنے والی ہیں اور کرائے کے لڑنے والوں کو باہر سے بلاکر لائی ہیں، ان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ پھر وہ کبھی اپنے ماضی کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جا سکیں گی۔

بدحال سے بدتر حال تک پہنچتے چلے جائیں گے۔

اور کبھی پھر امن اس علاقے کا منہ دوبارہ نہیں دیکھے گا۔ اس لئے اب اس نصیحت کے بعد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دعا ہی باقی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو عقل دے اور ہماری نصیحت کی بات خواہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو اپنے فضل سے اس میں طاقت بخشے اور دلوں کو اسے قبول کرنے پر آمادہ فرما دے کیونکہ اللہ ہی ہے جو ان حالات کو تبدیل کر سکتا ہے۔ بہت خوب اس لکھنے والے نے لکھا کہ

ONLY A DIVINE POWER COULD REVERSE THIS TRAGEDY PEACEABLY.

کہ اب تو صرف کوئی الٰہی طاقت ہی ہے جو اس انتہائی دردناک صورتحال کو پُرامن کیفیت کے ساتھ تبدیل کر دے۔ پُرامن کوششوں کے ذریعے تبدیل کر دے۔

اب ہم ہندوستان پر نگاہ ڈالتے ہیں وہاں پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا۔ جو کشمیر میں اب ہو رہا ہے وہ بھی ہو رہا ہے۔ لیکن سب سے بڑی دردناک بات یہ ہے کہ وہاں بھی تاریخ کے نام پر ایک اور طرح کی جغرافیائی تبدیلی کی جا رہی ہے کہا جاتا ہے کہ ساڑھے تین سو سے چار سو سال کے عرصے کے درمیان' پہلے بابر نے ایک ہندو مندر کو جو اجودھیا میں پایا جاتا تھا اور رام کا مندر کہلاتا تھا' DEMOLISH کر دیا' منہدم کر دیا اور اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کر دی جسے بابری مسجد کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق تاریخی حوالے کس حد تک مستند ہیں' یہ بحث ہندوستان کی ایک عدالت میں ابھی جاری ہے لیکن زیادہ تر بنیاد اس الزام کی

ایک مسلمان درویش کی ایک رؤیا

پر ہے جس نے یہ دیکھا تھا کہ بابری مسجد کے نیچے رام کا مُردہ دفن ہے اور اس لئے یہاں پہلے ایک مندر ہوا کرتا تھا اور اس کی جگہ اب مسجد بنائی گئی ہے تو یہاں گویا کہ رام مدفون ہو گیا۔ کسی کی یہ رؤیا بھی بہت پرانی ہے۔ یہ وہ حوالہ ہے جس کی رُو سے ہندوؤں نے اپنے عدالتی کیس کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی ہے اور دیگر بھی بہت سی ایسی سندات پیش کرتے ہیں جن کی فی الحقیقت کوئی تاریخی حیثیت نہیں مگر بہرحال یہ تو عدالتی معاملہ ہے' اس میں زیر بحث ہے مگر قطع نظر اس کے کہ یہ دعویٰ سچ ہو یا جھوٹ' چار سو سال پہلے کی تاریخ کو اگر اس طرح تبدیل کرنے کی آج کوشش کی جائے تو اس کو صرف اس اصول پر جائز سمجھا جاتا ہے جو مغربی طاقتوں کا اصول ہے کہ اگر غیر مسلم کریں تو جائز ہے' اگر مسلمان کریں تو جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے نہ اُس وقت جائز تھا' نہ اب جائز ہے کہ اس عمارت کو اپنے پاس رکھیں اور ہندوؤں کے لئے یہ جائز ہے کہ جب چاہیں پرانی تاریخ کے حوالے سے آج کے قبضوں کی کیفیت بدل دیں اور آج کے جغرافیہ کو تبدیل کر دیں۔!

پس ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے لئے بہت ہی بڑا خطرہ درپیش ہے لیکن یہ خطرہ دراصل اُن خطرات سے زیادہ ہے جو جغرافیائی خطرات دیگر جگہوں پر درپیش ہیں۔ یہاں اسلام کی عظمت اور اسلام کی توحید کو خطرہ ہے خدا تعالیٰ کی عظمت اور خدا کی توحید کو ایک خطرہ درپیش ہے۔ وہ جگہ جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی تھی وہاں اب بے حقیقت اور ایسے بتوں کی عبادت کی جائے گی جو جن خداؤں سے وابستہ ہیں اُن خداؤں کا بھی کوئی وجود نہیں۔ پس ایک خدائے واحد کی عبادتگاہ کو جو توحید کی علمبردار ہو بُت خانوں میں تبدیل کرنا یہ محض ایک چھوٹا سا حادثہ نہیں بلکہ تمام اسلام کی بنیاد پر حملہ ہے اور اس کا جو اثر ہے وہ ہندوستان پر بہت دُور تک پھیلے گا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا امن ظاہری طور پر بھی ہندوستان سے اُٹھ جائے گا اور بہت ہی خوفناک فسادات کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گا جس کو روکا نہیں جا سکے گا۔ بہرحال یہ ایک بہت ہی غیر معمولی جذباتی اور اعتقادی اہمیت کا معاملہ ہے جسے عالم اسلام کو سمجھنا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ہی جو ردِ عمل اس کے نتیجہ میں پیدا ہونا چاہیئے وہ اسلامی ردِ عمل ہونا چاہیئے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہاں بھی ویسی ہی صورتحال ہے جیسا کہ عراق سے تعلق رکھنے والے مسائل کی ہے۔ ایک طرف ہم بنگلہ دیش پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس غصے میں کہ بعض ہندوؤں نے یا یُوں کہنا چاہیئے کہ لاکھوں ہندوؤں نے

بابری مسجد پر حملے کی کوشش کی

اور بعض اس میں داخل بھی ہو گئے اور پہلے سے نصب شدہ بُت کی وہاں عبادت بھی کی گئی' انہوں نے بہت سے مندر جلا ڈالے اور منہدم کر دیئے اور بہت سے ہندوؤں کی املاک لُوٹ لیں اور ان کا قتل و غارت کیا۔ کیا یہ اسلامی ردِ عمل ہے؟ یقیناً نہیں۔ ناممکن ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے اس ردِ عمل کو جائز قرار دیا جائے۔

اسلام تمام دُنیا کے مذاہب کی عظمت اور ان کی حُرمت کی حفاظت کرتا ہے۔

عظمت کی حفاظت ان معنوں میں نہیں کہ اُن کے سامنے اعتقادی لحاظ سے سر جُھکانے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ جو اُن مذاہب کو عظیم سمجھتے ہیں اُن کو قانونی تحفظات مہیا کرنے کی تلقین کرتا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں چاہے باطل کو بھی عظیم سمجھیں وہ جس کو عظیم سمجھنا چاہتے ہیں عظیم سمجھتے رہیں۔ پس جہاں تک اُن کے دلوں کا اور اُن کے دلوں کے احترام کا تعلق ہے اُن کی حفاظت کرنا دراصل اُن مذاہب کی عظمت کی حفاظت کرنا ہے اور حُرمت کی حفاظت۔ اس طرح کرتا ہے کہ مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کے عبادت خانوں کو منہدم کرے اور اُن کی جگہ خواہ مسجد بنائے یا کچھ اور تعمیر کر دے۔

یہ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے'

یہ دراصل پاکستان میں ہونے والے چند واقعات کا ردِ عمل ہے۔

جس طرح ہندوستان میں ہونے والے واقعات کا ایک ردِ عمل مشرقی بنگال میں یا یُوں کہنا چاہیئے کہ بنگلہ دیش میں ظاہر ہُوا اور سندھ کے بعض علاقوں میں ظاہر ہُوا اسی طرح ظلم کے ردِ عمل دوسری جگہ ہوتے رہتے ہیں اور ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں یہ حوالہ دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی تو انتہاء پرست مُلّاں مذہب کے نام پر اپنے اقتدار کو غیروں پر قائم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے وہ ہندو پارٹی جو دراصل اس سارے فساد کی ذمہ دار ہے اُس کے راہنما بار بار یہ حوالے دے چکے ہیں کہ اگر پاکستان کے مُلّاں کو یہ حق ہے کہ اسلام کے نام پر جن کو وہ غیر مسلم سمجھتا ہے اُن کے تمام انسانی حقوق دبا لے تو کیوں ہندو مت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ ہم ہندو مت کے نام پر ہندو مت کی عظمت کے لئے تمام مسلمانوں کے تمام بنیادی حقوق دبا لیں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر گزشتہ الیکشنز میں اس نے یہ اعلان کیا کہ مسلمانوں کو میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ یا ہندوؤں کے اقتدار میں کلّیۃً اُن کے حضور سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس ملک میں زندہ رہیں یا اپنا بوریا بستر لپیٹیں اور اس ملک سے رخصت ہو جائیں کیونکہ ہندوستان میں اس لیڈر کے نزدیک اب مسلمان اور اسلام کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ یہ ویسا ہی اعلان ہے اور اس حوالے سے کیا گیا ہے

جو پاکستان کے مُلّاں نے احمدیوں کے متعلق کیا۔

وہاں تو اُنہوں نے غیر مسلم ہوتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف' اُن مسلمانوں کے خلاف یہ اعلان کیا جو دعویٰ کرتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ کسی ہندو فرقے کو زبردستی مسلمان بنا کر اُن کے خلاف یہ اعلان نہیں کیا۔ اس لئے ناانصافی تو ہے لیکن اس ناانصافی کی جو بنیاد ہے اس بنیاد کے قیام میں کوئی ناانصافی نہیں۔ کھُل کر انہوں نے یہ کہا کہ جو غیر ہندو ہے اس کے لئے ہمارے یہ جذبات ہیں مگر غیر ہندو کا فیصلہ غیر ہندو کرے گا۔ ہم زبردستی بعضوں کو غیر ہندو قرار دیکر اُن پر اپنے فیصلے نہیں ٹھونسیں گے۔ مگر پاکستان میں جو ظلم اور زیادتی ہوئی وہ اس سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ پہلے اسلام کے جانثاروں کو' حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کا کلمہ پڑھنے والوں کو' خدا تعالیٰ کی توحید کا کلمہ پڑھنے والوں کو

غیر مسلم قرار دیا گیا اور پھر اُن سے وہ ناروا سلوک کئے گئے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ لیکن چونکہ انہوں نے غیر مسلم بنا کر ایسا کیا اس لئے غیر مسلم دُنیا کے ہاتھ یہ بہانہ تو بہرحال آگیا کہ پاکستان کا مُلّاں اسلام کی سند کو استعمال کرتے ہوئے جن کو غیر مسلم سمجھتا ہے اُن سے یہ سلوک کرتا ہے۔ تو ہم غیر مسلموں کو، اس میں وہ بہرحال ہندو شامل کرتے ہیں کہ ہم ہندوؤں کو پھر کیوں یہ حق نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں سے جو چاہیں سلوک کریں۔ پس جب پاکستان میں مسجدیں منہدم کی جارہی تھیں اور چاروں صوبے اس بات کے گواہ ہیں کہ چاروں صوبوں میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادتگاہوں کو جن میں خالص اللہ کی محبت اور اس کے عشق میں عبادت کرنے والے پانچ وقت اکٹھے ہوا کرتے تھے منہدم کر دیا گیا، جب احمدیوں کی مساجد کو ویران کرنے کی کوشش کی گئی۔ جب وہاں سے کلمۂ توحید کا بلند ہونا ان کے جذبات پر ظلم کرنے کے مترادف قرار دیا گیا اُس وقت ان کو کیوں خدا کا خوف نہیں آیا اور کیوں اس بات کو نہیں سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پھر ظالموں کو پکڑتی ہے اور ان کو اپنے کردار کی تصویریں دکھاتی ہے۔

پس جو بدبختی ہندوستان میں ہو رہی ہے اور مسلمانوں پر جو عظیم مظالم توڑے جارہے ہیں اُس کی داغ بیل پاکستان کے مُلّاں نے ڈالی ہے۔ یہ وہ مجرم ہے جو خدا کے حضور جوابدہ ہوگا۔ اسی دُنیا میں ہی آپ دیکھیں گے کہ ایک دن آئے گا جب یہ مُلّاں اپنے ظلم اور تعدی کی وجہ سے پکڑا جائے گا اور آخرت میں تو بہرحال اُن کا رسوا اور ذلیل ہونا مقدر ہو چکا ہے سوائے اس کے کہ یہ توبہ کریں۔ پس پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات غیر دُنیا پر پڑتے ہیں، غیر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات دوسری دنیا کے حقوق پر پڑتے ہیں۔ غیر مسلم دُنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کے اثرات اسلام کی دنیا پر پڑتے ہیں غرضیکہ اس طرح یہ دُنیا ایک ایسی دُنیا نہیں ہے جو مختلف جزیروں کی صورت میں ایک دوسرے سے الگ رہ رہی ہو۔ ایک جگہ ہونے والے واقعات کا اثر موجوں کی طرح دوسرے حصے کے اوپر ضرور اثر انداز ہوتا ہے اور ظلم ہمیشہ ظلم کے بچے دیتا ہے۔ پس اگر ہم نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے اور ہم ہی نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے تو ہمیں ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ ہمیں انصاف اور امن کے حق میں جہاد کرنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ! مظلوم بھائی کی تو ہم حمایت کریں۔ ظالم بھائی کی کیسے حمایت کریں۔ آپ نے فرمایا! ظلم سے اُن کے ہاتھ روک کر ان کی حمایت کریں۔

پس جہاں جہاں بھی مسلمان ممالک نے یہ غلط ردّ عمل دکھایا ہے اور اسلام کے نام پر نہایت ہی کریہہ حرکات کی ہیں اور ہندوؤں کے مندروں کو لُوٹا یا منہدم کیا ہے اُن کے ظلم سے ہاتھ روکنا ہمارا کام ہے اور یہی ان کی مدد ہے اور جہاں جہاں مظلوم مسلمان غیروں کے ظلم کی چکی میں پیسے جارہے ہیں وہاں جس حد تک بھی ممکن ہے اُن کی مدد کرنا یہ بھی عین اسلام ہے اور اسی کا حکم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں فرمایا: اس لئے

احمدیوں کو ہر دو محاذ پر جہاد کے لئے تیار ہونا چاہئے۔

سچا ردّ عمل تو یہ تھا کہ ایسے موقع پر سب سے پہلے تو تمام غیر مذاہب کے عبادتخانوں کی حفاظت کے لئے تمام مسلمان ممالک تیار ہو جاتے اور ہندوستان کے سابق وزیراعظم وی۔ پی سنگھ سے نصیحت پکڑتے۔

وہ ایک عظیم راہنما ہے۔

اگرچہ وہ اب طاقت پر فائز نہیں لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی حق پرستی کی تعریف کی جائے ہندوستان کی بہت ہی بڑی بدنصیبی ہے، ایک تاریخی بدنصیبی ہے کہ اتنے عظیم الشان راہنما کی راہنمائی سے محروم ہو گیا جس کے پیچھے چل کر ہندوستان کی کھوئی ہوئی ساری عظمتیں مل سکتی تھیں

کیونکہ وہ راہنما جو حق پرست ہو اور حق کی خاطر اپنے مفادات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو، آج کی دُنیا میں اس سے بہتر قوم کو اور لیڈر میسّر نہیں آسکتا۔ دو باتیں وی۔ پی۔ سنگھ صاحب نے ایسی کیں جن کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بہت ہی عزت قائم ہوئی اور محبت قائم ہوئی اور میں دُعا کرتا رہا کہ اللہ کرے کہ دنیا کے دوسرے راہنما بھی اس طرح حق پرست بن جائیں۔

سب سے پہلے تو لاکھوں اور کروڑوں مظلوم اچھوتوں کے لئے یہ تن تنہا کھڑے ہو گئے اور اپنی پارٹی کے ان لیڈروں کے اختلاف کو بھی چیلنج کیا جو ان کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتے تھے اور تمام ملک میں یہ قانون رائج کیا کہ وہ اچھوت مظلوم جو ہزاروں سال سے مظلوم چلے آرہے ہیں اُن کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اُن کے لئے حکومت میں نوکریوں کے تحفظات دیئے جائیں اور ایک خاص فیصد مقرر کر دی گئی کہ اتنی فیصد تعداد کی نسبت کے لحاظ سے لازماً اچھوت قوموں کے لئے حکومت کی ملازمتیں ریزرو رکھی جائیں گی۔ یہ ایک بہت بڑا قدم تھا اور ایسے ہندوستانی ملک میں یہ قدم اُٹھانا جہاں ایک لمبے عرصے سے اونچی ذات کا قبضہ رہا ہو۔ جہاں اُن کا مذہب انہیں کہتا ہو کہ اونچی ذات کے حقوق زیادہ ہیں اور نچلی ذات کے کوئی بھی حقوق نہیں، ایک بہت غیر معمولی عظمت کا مظاہرہ تھا جو بہت کم دُنیا کے لیڈروں کو نصیب ہوتی ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ جب اس کے خلاف ایک شور برپا ہوا تو سینہ تان کے اس کا مقابلہ کیا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس کے نتیجے میں اقتدار ہاتھ سے جاتا ہے کہ نہیں۔ ابھی یہ شور و غوغا تھم نہیں ہوا تھا کہ اِن کے خلاف سازشیں کرنے والوں نے

بابری مسجد کے تنازعہ کو زیادہ اُچھالنا شروع کیا

اور لاکھوں کروڑوں ہندو اس بات کے لئے تیار ہو گئے کہ وہ بابری مسجد کی طرف کوچ کریں گے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور وہاں وہ پرانا تاریخی لحاظ سے موجود یا غیر موجود جو بھی شکل تھی رام کے مندر کو دوبارہ تعمیر کریں گے۔ اتنے بڑے چیلنج کا مقابلہ کرنا اور ہندو فوج کی اکثریت کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ اگر تمہارے ہم مذہب بھی جتھہ در جتھہ یہاں حملہ کرنے کی کوشش کریں تو اُن کو گولیوں سے بھون دو لیکن مسجد کے تقدس کی اور ہندوستان کے قانون کے تقدس کی حفاظت کرو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلاشبہ بہت سے ہندو اِن کوششوں میں مارے گئے اور ہندو فوجیوں کے ہاتھوں مارے گئے، ہندو پولیس کے ہاتھوں زدوکوب کئے گئے اور اس کے علاوہ بہت سے زخمی ہوئے، بہت سے قید ہوئے۔ ان کے راہنما کو جو بہت بڑی طاقت کا مالک ہے اور جس کے اشتراک اور اتحاد کی وجہ سے اِن کی حکومت قائم تھی اُن کو قید کر دیا گیا۔ غرضیکہ یہ جانتے ہوئے کہ جس شاخ پر میں بیٹھا ہوا ہوں اُسی شاخ کو کاٹ رہا ہوں۔ بیوقوفی کی وجہ سے نہیں بلکہ

بہادری اور اُصول پرستی کی خاطر

اس عظیم راہنما نے گرنا منظور کر لیا، خواہ گرنا اس کی سیاسی زندگی کو بھی ہمیشہ کے لئے خطرہ در پیش تھا لیکن کوئی پرواہ نہیں کی۔

پس ایسے راہنما جو انصاف کے نام پر ہمیں بھی قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں، اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ان کی عظمت کو تسلیم کیا جائے اور ان کی مدد کی جائے کیونکہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى میں کسی مذہب کے نام پر تعاون کا حکم نہیں بلکہ انصاف اور خدا خوفی کے نام پر تعاون کا حکم ہے اچھی باتوں اور خدا خوفی کے نام پر تعاون کا حکم ہے۔ بہرحال یہ اب آنے والی تاریخ بتائے گی کہ ہندوستانی قوم نے کس حد تک اِن واقعات سے نصیحت پکڑی ہے اور کس حد تک وہ اپنے سگوں کو اپنے سوتیلوں سے پہچاننے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے مگر

عالم اسلام کو ان کا ممنون ہونا چاہئے تھا۔

عالم اسلام کو ایسی صورت میں ہندوستان کی حکومت کو بے وجہ تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے اچھے کو تقویت دینا چاہئے تھی۔ اُن کے سنے

لازم تھا کہ یہ اعلان کرتے کہ جو ہندو انتہاء پسند کر رہے ہیں سخت ظلم کر رہے ہیں اور ہم برداشت نہیں کریں گے۔ لیکن ہندوستان کے وہ راہنما جو اس ظلم کے خلاف نبرد آزما ہیں اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے بھی وہ سینہ تان کر اس کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں ہم اُن کو ہر طرح سے تقویت دینے پر تیار ہیں۔ ہر طرح سے اِن کی مدد کرنے پر تیار ہیں۔ یہ انصاف کی آواز تھی جو اسلام کی آواز ہے اور جہاں تک دھمکیوں کا تعلق ہے، یہ گیدڑ بھبکیوں سے تو کبھی کوئی ڈرا نہیں۔ باقاعدہ تمام مسلمان ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے تھا اور ہندوستانی حکومت کو کوئی ٹھوس پیغام دینے چاہیئے تھے۔ یہ بتانا چاہیئے تھا کہ ہمارے مفادات اتنے گہرے اور اتنے قیمتی مفادات، اسلامی ممالک سے وابستہ ہیں کہ اگر تم نے بالآخر یہ حرکت ہونے دی تو تمہارے مفادات کو شدید نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ یہ بات انصاف کے خلاف نہیں ہے کہ کسی قوم سے اقتصادی بائیکاٹ اِس لئے کیا جائے کہ اس نے جارحیت کا طریق اختیار کیا ہے۔

پس سزا دینے کے مختلف طریق ہوتے ہیں اور یہ سزا تو دراصل ایک ظلم کو روکنے کے لئے ذریعہ بنتی تھی۔ صرف ایک کویت کی چھوٹی سی سرزمین سے جس پر ایک اسلامی ریاست قائم تھی، پانچ لاکھ ہندوستانی اپنے اقتصادی مفادات کو قربان کر کے واپس اپنے وطن جانے پر مجبور ہو گئے۔ اب اگر کویت میں پانچ لاکھ جمع تھے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سارے عالم اسلام میں کتنے ہندو مفادات اور کتنے ہندوستانی مفادات ہوں گے۔ اور ہندوستان کی موجودہ اقتصادی حالت کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اتنے بڑے اقتصادی خطرے کو مول لے۔ پھر حکومت خواہ کسی کی بھی ہو، کسی نام سے آئے وہ اسلامی قدروں کا جائز احترام کرنے پر مجبور کر دی جا سکتی ہے۔

پس یہ جو معقول اور جائز طریق ہیں ان کو چھوڑ کر چند مندر جلا کر اور بھی زیادہ اسلام کو ذلیل و رسوا کرنا اور یہ ثابت کرنا کہ اس میں کوئی بھی فرق نہیں پڑتا کہ کسی کی عبادتگاہ کو منہدم کر دو، جلا دو، رسوا اور ذلیل کر دو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر فرق نہیں پڑتا تو پھر ایک مسجد سے کیا فرق پڑ جائے گا تو بہرحال یہ جو خطرات ہیں یہ بھی ایسے معاملات ہیں جن میں سوائے اسلامی فکر اور تقویٰ کے نور کے صحیح فیصلے نہیں ہو سکتے اور عالم اسلام کو چاہیئے کہ وہ جاہلانہ جذباتی ردِّ عمل دکھانے کی بجائے متقیانہ ردِّ عمل دکھائے جس میں طاقت ہو گی۔ جو مفید ہو گا۔ جو اسلام کی بدنامی کی بجائے اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب بنے گا اور اس کے نتیجے میں کوئی فائدہ بھی حاصل ہو گا۔

جہاں تک پاکستان کی موجودہ حکومت کا تعلق ہے،

بہت سے احمدی اس خیال میں پریشان دکھائی دیتے ہیں اور مجھے خطوط بھی ملتے ہیں کہ یہ وہ حکومت ہے جس میں وہ عناصر اُوپر آ گئے ہیں جو احمدیت کے دشمن تھے اور ہیں لیکن جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو حکومت کے سربراہ ہیں اور جو اقتدار پر قابض ہوئے ہیں اُن کے اور دعاوی ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کو مختصراً بیان کروں، پاکستان کی ذیلی مجالس کے ربوہ میں ہونے والے اجتماعات سے متعلق تازہ صورتحال سے آپ کو مطلع کرتا ہوں۔

تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ FAX کے ذریعے اطلاع ملی کہ ہمارے ضلع کا ڈپٹی کمشنر کوئی غیر معمولی طور پر شریف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس نے ہماری درخواست پر پہلی دفعہ نہ صرف بغیر کسی تردد کے لجنہ کے اجتماع میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دی بلکہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دے دی جو عجیب بات تھی اور بظاہر انہونی تھی اور انصار اللہ کے اجتماع میں بھی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت دیدی تو اس لئے ہم فوری طور پر یہ تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ اس ڈپٹی کمشنر پر رحم کرے۔ شریف بھی ہے اور سادہ بھی ہے۔ نہیں جانتا کہ کن حالات میں یہ اجازت دے رہا ہے مگر بہرحال یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ شریف بھی ہے اور بہادر بھی ہے اور خدا کرے یہی بات درست ہو۔ بہرحال انہوں نے اجازت دیتے وقت اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ اب اگر کوئی تبدیلی ہو تو میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض سادگی نہیں تھی بلکہ جانتے تھے کہ اس حکم کو تبدیل کروایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ علماء فوری طور پر سیکرٹری وزارت مذہبی امور مرکز پر پہنچے اور اُس نے اُن کو تعجب سے کہا کہ میں نے ایک ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو یہ جرأت کہ احمدیوں کو اپنے اجتماع کے لیئے لاؤڈ سپیکر کی اجازت دیدے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ بھول جائیں اس بات کو۔ یہ ناممکن ہے۔ چنانچہ دو دن بعد ہی جماعت کو تحریری حکم مل گیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب معذرت کے ساتھ اطلاع کرتے ہیں کہ ان کو اپنا پہلا اجازت نامہ منسوخ کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجے میں پہلے لجنہ کا اجتماع، انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اجتماع منعقد نہ کیا جائے اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ بغیر لاؤڈ سپیکر کے ہی خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد کیا جائے۔ مگر آج ہی FAX ملی ہے کہ دوسرا حکم نامہ یہ ملا ہے کہ صرف لاؤڈ سپیکر کی اجازت ہی منسوخ نہیں کی جاتی بلکہ اجتماع منعقد کرنے کی اجازت ہی منسوخ کی جاتی ہے۔ اِس وجہ سے ربوہ میں بہت ہی بے چینی ہے، تکلیف ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے FAX کے انداز سے ہی کہ احمدی نوجوان جو مقامی ہیں یا باہر سے آئے ہیں، اِس وقت بہت کرب کی حالت میں ہیں۔ ان کو مَیں سمجھانا چاہتا ہوں۔

ہمارے لمبے سفر ہیں۔

یہ اِس قسم کے جو واقعات احمدیت کی تاریخ میں ہو رہے ہیں یہ بعض منازل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمارا قیام اُن منازل پر نہیں ہے۔ جو قافلے لمبے سفر پر روانہ ہوتے ہیں انہیں رستے میں مختلف قسم کے ڈاکوؤں، چوروں، اُچکوں، بھیڑیوں اور دیگر مخلوقات سے خطرات پہنچتے رہتے ہیں اور تکلیف پہنچتی رہتی ہے لیکن قافلوں کے قدم تو نہیں رُک جایا کرتے۔ اُن کے گزرتے ہوئے قدموں کی گرد ان چہروں پر پڑ جاتی ہے جو ان کے خلاف غوغا آرائی کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور کچھ کاٹنے کی بھی کوشش کرتے ہیں اور تاریخ کی اس گرد میں ڈوب کر وہ ہمیشہ کے لئے نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ہاں اُن مدفون جگہوں کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں تو آپ تو لمبے سفر والی قوم ہیں۔ ایسے لمبے سفر والی قوم ہیں جن کی آخری منزل قیامت سے ملی ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ مسیح اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں تو بعض علماء نے یہ سمجھا کہ اس کا مطلب ہے کہ مسیح کے آتے قیامت آجائے گی۔ بڑی ہی جہالت والی بات ہے۔ مراد یہ تھی کہ مسیح کا زمانہ قیامت تک ممتد ہو گا۔ بیچ میں اور کوئی زمانہ نہیں آئے گا۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی مثال بھی قیامت کے ساتھ اسی طرح دی اور اپنی اور مسیح کی مثال بھی اسی طرح دی کہ ہم دونوں اس طرح اکٹھے ہیں جس طرح انگلیاں جُڑی ہوئی ہیں تو یہ مطلب تو نہیں تھا کہ بیچ میں زمانہ کوئی نہیں آتا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ زمانہ اس وقت تک ممتد ہو گا اور بیچ میں کوئی روک ایسی نہیں جو اس زمانے کو منقطع کر سکے اور پہلے کو دوسرے سے کاٹ سکے تو جس قوم کے اتنے لمبے سفر ہیں وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ تکلیف محسوس کرنے لگیں اور دل چھوڑنے لگیں۔ یہ بات کوئی آپ کو زیب نہیں دیتی۔

بات یہ ہے کہ اس نئی حکومت نے جب اقتدار سنبھالا اور ان کے ہاتھ میں اقتدار کی تلوار آئی تو کئی طرف سے خوف اور خطرہ کا اظہار کیا گیا لیکن اس حکومت کے سربراہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہم شریف نواز لوگ ہیں۔ ہم شرافت کو نوازنے والے ہیں اور شرفاء کو ہم سے ہرگز کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ غالباً انہیں اعلانات کے اثر میں ایک شریف النفس ڈپٹی کمشنر نے وہ قدم اُٹھایا جو اُس نے اُٹھایا لیکن دوسری طرف

احمدیوں کے کانوں میں ایک اور آواز آرہی ہے اور وہ مُلّانوں کی آواز ہے۔ وہ کہتے ہیں تم اس آواز سے دھوکہ نہ کھانا۔ اقتدار کسی کے قبضے میں ہو،

ظلم اور تعدّی کی تلوار ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

اور ہم جب چاہیں، جس گردن پر چاہیں، یہ تلوار اس پر گرا کر اس کو تن سے جُدا کر سکتے ہیں تو تم دیکھو کہ یہ تلوار ہمارے ہاتھوں میں آگئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں نے اس آواز کو سُنا! اور اس کی وجہ سے اُن کے دِلوں پر کئی قسم کے اندیشے قبضہ کر گئے۔ کئی قسم کے توہّمات میں وہ مبتلا ہو گئے اور اس وقت ایسی ہی کیفیت دکھائی دے رہی ہے۔ میں اُن کو اسی مضمون کی ایک اور بات یاد کرانا چاہتا ہوں جس میں جو کچھ بھی میں نصیحت کر سکتا تھا اس کا بہترین خلاصہ بیان ہو گیا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک غزوہ کے موقعہ پر اپنے غلاموں سے بچھڑ کر اکیلے ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے کہ آپ کی آنکھ ایک للکار کی آواز سے کھلی۔ ایک دشمن مسلمانوں سے نظر بچا کر آپ تک پہنچا اور آپ ہی کی تلوار اُٹھا کر اس نے آپ کے سر پر سونتی اور کہا کہ اے محمد! بتا اب تجھے میرے ہاتھوں سے اور میری اس تلوار سے کون بچا سکتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسی طرح اطمینان سے لیٹے رہے اور فرمایا: میرا خدا۔

کتنی عظیم بات ہے۔ تمام دنیا میں قیامت تک مومنوں پر آنے والے ابتلاؤں کا ایک ہی جواب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس وقت اُس ظالم کو دیا اور ہمیشہ ہر مومن ہر ظالم کو یہی جواب دیتا رہے گا۔ اور اگر یہ جواب نہیں دے گا۔ تو اس کے بچنے کی کوئی ضمانت دنیا میں نہیں ہے پس تم یہ نہ دیکھو کہ آج تلوار کس کے ہاتھ میں ہے تم یہ دیکھو کہ وہ ہاتھ کس خدا کے قبضے میں ہے۔ وہ بازو کس قدرت کے تابع ہیں جنہوں نے آج تمہارے سر کے اوپر ایک تلوار سونتی ہوئی ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تلوار پہلے گرے گی۔ مگر ہمارا خدا جانتا ہے اور وہ گواہ ہے کہ تلوار گرانے والوں پر اس کے غضب کی بجلی پہلے نازل ہوگی اور وہ ہاتھ شل کر دیئے جائیں گے جو احمدیت کو دنیا سے مٹانے کے لئے آج اُٹھے ہیں یا کل اُٹھائے جائیں گے۔ اس تقدیر کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔

گزند پہنچیں گے۔ تکلیفیں پہنچیں گی۔ قرآن فرماتا ہے کہ ایسا ہوگا۔ روحانی اور جذباتی طور پر تم کئی قسم کی اذیتیں پاؤ گے لیکن اگر تم ثابت قدم رہو اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جواب پر ہمیشہ پوری وفا اور توکّل کے ساتھ چمٹے رہو کہ اے تلوار اُٹھانے والے دشمن! جس طرح کل میرے خدا نے خدا والوں کو تیری تلوار سے نجات بخشی تھی اور اپنی حفاظت میں رکھا تھا، آج بھی وہی زندہ خدا ہے اسی کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہی خدا آج ہمیں تمہارے ظلم و ستم سے بچائے گا۔ پس آپ کو اگر ان دعاوی سے تکلیف ہے تو مجھے ان احمدیوں کے اس ردِّ عمل سے تکلیف پہنچی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک یہ تلوار ایسا ان ہاتھوں میں آئی ہے کہ جو ضرور احمدیت کا سر کاٹ کے رہیں گے۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ ہمیشہ ان ظالموں کی مخالفت نے احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا کئے ہیں۔ نئے راستے کھولے ہیں۔ گزشتہ ابتلاءات میں ضیاء کے گیارہ سال اس طرح گزرے کہ ہر لمحہ اس کی چھاتی پر سانپ لوٹتے رہے مگر احمدیت کی ترقی کو وہ دنیا میں روک نہیں سکا اور آخر انتہائی ذلّت کے ساتھ نامراد اور ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پس تلواروں کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ پر توکّل رکھو اور یقین کرو کہ وہ خدا جس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے وہ خدا اور اس کے رسول ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے۔

"دُکھ نہ بتایا ساری رات......"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ عارفانہ منظوم کلام جو جلسہ سالانہ یُو۔کے ۱۹۹۰ء کے موقعہ پر پڑھا گیا۔

اُن کو شکوہ ہے کہ ہجر میں کیوں تڑپایا ساری رات
جن کی خاطر رات لُٹادی چین نہ پایا ساری رات

اُن کے اندیشوں میں دل نے کیسے گھبرا گھبرا کر
سینے کے دیوار و در سے سر ٹکرایا ساری رات

خوب سجی یادوں کی محفل۔ مہمانوں نے تاپے ہاتھ
ہم نے اپنا کوئلہ کوئلہ۔ دل دہکایا ساری رات

اُن سے شکوہ کیسا جن کی یاد نے بیٹھ کے پہلو میں
ساری رات آنکھوں میں کاٹی۔ درد بٹایا ساری رات

اُن سے شکایت کس مُنہ سے ہو۔ جن کے ہم پر احسان بہت
جن کی کومل یاد نے دُکھتا دل سہلایا ساری رات

گرد آلود تھا پتّہ پتّہ۔ کلی کلی کُمھلائی ہوئی
یادوں کی برسات نے دل کا چمن نہلایا ساری رات

روتے روتے سینے پر سر رکھ کر سو گئی اُن کی یاد
کون پیا تھا؟ کون پریمی؟ بھید نہ پایا ساری رات

وہ یاد آئے جن کے آنسو تھے غم کی خاموش کتھا
میرے سامنے بیٹھ کے روئے۔ دُکھ نہ بتایا ساری رات

وہ یاد آئے جن کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ تھا
سُوجھے نین دکھائے اپنے اور رُلایا ساری رات

بچّے بچھڑ کے گھڑیاں ترساں۔ دیپک کی لو لرزاں لرزاں
کُٹیا میں افلاس کے بھوت کا ناچا سایہ ساری رات

اوروں کے دُکھ درد میں تو کیوں بلک بلک کر روتا ہے
تجھ کو کیا کوئی بے شک تڑپے۔ مال کا جایا ساری رات

صبح صادق پر صدّیقوں کا ایمان نہیں ڈولا
اندھی رات کے گھُپ اندھیروں نے بہکایا ساری رات

رات خدا سے پیار کی پینگیں۔ صبح بتوں سے یارانے
کچھ لوگ گنوا بیٹھے دن کو۔ جو پایا کمایا ساری رات

٭ ٭ ٭

تلاوت قرآن کریم ـ بعض عام غلطیوں کی اصلاح

مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ جامعہ احمدیہ ۔ ربوہ

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کی تلاوت کرتے وقت ... امور کو مد نظر رکھنا نہایت درجہ ضروری ہے۔

تلاوت قرآن کریم کے وقت عربی زبان کے قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے پوری صحت الفاظ کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔ اپنی اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے اسے "قرآناً عربیاً" فرمایا ہے۔ جس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی تلاوت میں عربی زبان کے قواعد کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

تلاوت قرآن کریم میں حروف کی حرکات کی صحت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ بعض دفعہ صرف پیش (ـُـ) اور زیر (ـِـ) کی تبدیلی سے معنوں میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور معنی بالکل غلط اور الٹ ہو جاتے ہیں۔

مغنی اللبیب کی شرح الشرح مطبوعہ بمبئی کے مطابق ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں لوگوں نے ایک غیر عرب شخص کو سورۃ توبہ (پ ۱۰) کی تیسری آیت کریمہ کو ان الفاظ میں پڑھتے ہوئے سنا۔

"...... إِنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلِهٖ ...." لوگ اس کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے پاس لائے اس پر آپ بہت متفکر اور مشوش ہوئے کیونکہ رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے معانی میں بالکل ہی الٹی اور خطرناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس کے معنی یہ بن جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہوتا ہے مشرکوں سے اور اپنے رسول سے (بھی) (العیاذ باللہ) ـــ اصل آیت میں وَرَسُوْلُہٗ ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے تمام الزامات و اعتراضات سے آج بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے اور اس کا رسول بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ابو الاسود دؤلی کو بلایا اور فرمایا کہ غیر عربوں کے لئے تلاوت کتاب اللہ میں سہولت اور صحت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ عربی زبان کے قواعد و ضوابط کو مرتب کیا جائے اور تم یہ کام کرو۔ لیکن بعض دوسری روایات اس واقعہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ نے ابو الاسود دؤلی کو بلایا اور عربی زبان کے قواعد مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا اور خود بھی انہیں چند قواعد بتلائے۔ مثلاً یہ کہ بامعنی مفرد لفظ جو انسان کے منہ سے نکلے وہ یا اسم ہو گا یا فعل یا حرف۔ اسم وہ ہے جو کسی چیز کے بارے میں خبر بتائے یا اس پر دلالت کرے اسی طرح فعل اور حرف کی بھی آپ نے تشریح فرمائی۔

اس کے بعد آپ نے ابو الاسود دؤلی کو فرمایا "أُنْحُ نَحْوَهٗ" اب اسی کی مانند تم قواعد مرتب کرتے چلے جاؤ "نحو" کے معنی "مانند" کے ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ارشاد میں "نحو" کا کلمہ استعمال فرمایا چنانچہ اسی بناء پر بعد میں اس علم کا نام علم نحو رکھا گیا۔

عام مورخین کا اعتماد حضرت علی کرم اللہ وجہہ والی اس روایت پر ہی ہے۔

پس قرآن کریم کی صحیح تلاوت کے لئے عربی زبان کے کم از کم ابتدائی اصولی قواعد کا علم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں حرکات کے اختلاف سے معانی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔

اوروں کو جانے دیجئے۔ خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو امیہ میں ولید بن عبد الملک ایک مشہور خلیفہ گذرا ہے جو پہلی صدی ہجری کے اواخر میں تمام عالم اسلام کا واحد فرمانروا تھا۔ یہ صاحب بول چال میں بعض اوقات اعراب کی غلطیاں یعنی کلمات کے آخری حرکات کی غلطیاں کر جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی ان کے دربار میں فریاد رسی کے لئے حاضر ہوا تو ولید نے اسے مخاطب کر کے کہا مَا شَأنُكَ! (ترجمہ کس چیز نے تجھے آسیب پہنچایا ہے یا عیب لگایا ہے) اس پر بدو کہنے لگا أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْنِ۔ یعنی میں ہر آسیب یا عیب سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یعنی میں نے تو اپنے کسی عیب یا آسیب کا ذکر نہیں کیا ہے اس پر خلیفہ کے بھائی سلیمان بن عبد الملک کہنے لگے کہ اصل میں خلیفہ صاحب کا مطلب ہے مَا شَأنُكَ تیرا کیا حال ہے؟ یعنی آپ کو کس بات کی شکایت یا تکلیف ہے؟

پس دیکھو کیسے ایک اعرابی کے ہاتھوں کس طرح حرکت یعنی زیر، زبر یا پیش کے فرق سے اس کے معنی بدل گئے۔

اس لئے قرآن کی تلاوت صحیح طور پر کرنے کے لئے عربی زبان کے بعض موٹے موٹے اصولی قواعد کا جاننا ضروری ہے۔ خصوصاً نحو کے وہ قواعد جن کا تعلق اعراب یعنی کلمات کے آخری حصہ کی حرکات اور ان کی تبدیلی سے ہے۔ آج کل قرأت قرآن کریم کے بارے میں عدم توجہ یا اغلاط کی وجوہات دو ہیں۔ اوّل۔ آج کل تعلیم قرآن کے سلسلہ میں وہ کوششیں و ہمت باقی نہیں رہی جو ہمارے بزرگوں کے زمانے میں رائج تھے۔

دوئم۔ ترنم کی طرف دنیا کا رجحان اس قدر بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ پڑھنے والوں اور سننے والوں دونوں کی توجہ کلام الٰہی کے مضمون کی طرف کم ہوتی ہے اور آواز کے زیر و بم کی طرف زیادہ۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا بھی درست ہو گا کہ بعض تلاوت کرنے والے اپنے ترنم کو خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کی قرأت کے اصولوں یعنی کلام اللہ کی عربی زبان کے قواعد کے تحت اور ان کے مطابق نہیں رکھتے بلکہ ان امور پر اپنے خود ساختہ ترنم کو مقدم رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے عظیم معجزہ کے طور پر پیش کیا ہے جس میں اس کا مضمون اور اس کی زبان دونوں آتے ہیں۔ کلام اللہ کی عربی زبان عربی کی قرأت کے اصول ہی ایسے ہیں کہ ان کو مد نظر رکھنے سے قرأت میں ایک طبعی، قدرتی ترنم خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر کلام اللہ کی عربی زبان عربی کے قواعد قرأت کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو وہ تلاوت خواہ کیسی ہی سریلی اور مترنم آواز میں ہو۔ عربی زبان کے قواعد کی رو سے غلط اور غیر صحت مند تلاوت ہو گی کیونکہ یہ کلام عربی زبان میں اتارا گیا ہے حسب وعدہ ربانی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کئے گئے تھے۔

علومِ ظاہری و باطنی

علوم ظاہری و باطنی دونوں سے ... یعنی علوم قرآن ہی ہیں۔ علوم ظاہری وہ ہیں جو حواس ظاہری کان۔ آنکھ اور غور و فکر کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں۔ جن کا رخ باہر سے اندر کی طرف ہوتا ہے۔ انسان خارج میں کوئی لیکچر یا تقریر سنتا ہے جس کی وجہ سے بعض نئے علوم اس کے دماغ میں آن بسیرا کرتے ہیں یا خارج میں کسی کتاب کو پڑھ کر اپنے دماغ کو علوم سے پُر کرتا چلا جاتا ہے۔

باطنی علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو حواس باطنی یعنی قلب اور اس کی روحانی استعدادوں اور قوتوں کے ذریعہ سے انسان براہ راست خدا تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بلاشبہ حسب کلام خداوندی قرآن کریم سے تعلق رکھنے والے تمام علوم ظاہری و باطنی سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پُر کئے گئے تھے اور اپنے جن واجبات میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق حضرت سیدنا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے۔ ان علوم ظاہری میں وہ علوم تلاوت و قرأت بھی آ جاتے ہیں جن کا عربی زبان سے تعلق ہے اور جن کو مد نظر رکھنا تلاوت قرآن کریم کے وقت از بس ضروری ہے۔

تعلیم الاسلام کالج لاہور میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک تقریب کے سلسلہ میں تشریف لائے تقریب کی کارروائی حضور کی صدارت میں تلاوت کلام اللہ سے شروع ہوئی جو ہمارے ایک دوست اور رفیق کار نے بڑی سریلی آواز میں اور نہایت ترنم اور ترتیل الحانی سے کی مگر اس تلاوت کو سن کر حضرت مصلح موعودؓ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور حضور نے اس کے بعد تلاوت قرآن کریم کے موضوع پر ہی حاضرین سے خطاب فرمانا شروع کیا۔ حضور نے فرمایا آپ سب کا اس تلاوت کے بارہ میں یہی تاثر ہو گا کہ بہت عمدہ اور مترنم اور سریلی آواز میں تلاوت کی گئی ہے

مگر جہاں تک عربی زبان کے طبعی اور قدرتی اصولوں اور قواعد و ضوابط کا تعلق ہے یہ تلاوت سرتاپا اغلاط سے پُر اور غلط تلاوت تھی اس کے بعد حضور نے عربی زبان کے بعض وہ قواعد و ضوابط بیان فرمائے جن کو مدنظر رکھنا تلاوت قرآن کے وقت بہت ضروری ہے۔

حضور کی اس تقریر سے خاکسار کو ایک نیا علم حاصل ہوا جو اس وقت میرے سینے میں حضور پُرنور کی ایک امانت کے طور پر تھا۔ جو ابھی تک معرض تحریر میں نہیں آیا تھا۔ ہاں زبانی تقاریر میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔ خاکسار کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس امانت کو تحریری طور پر بھی بطریق احسن اپنے دوستوں اور عزیز طلبہ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ سو اس بار امانت کو قارئین تک پہنچانے کے لئے نیز تلاوت قرآن کریم کے سلسلہ میں بعض دیگر ضروری امور کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید رکھتے ہوئے کہ وہ بڑی دستگیری کرے گا خاکسار اس وقت اپنے قلم کو جنبش میں لا رہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

عزیز طلبہ سے خاص طور پر مخاطب ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خدمت کلام اللہ کے لئے ہی ہماری جماعت کو دنیا میں اپنے ہاتھ سے قائم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب صافی پر موسلا دھار بارش کی طرح معارف قرآن نازل فرمائے ہیں۔ اور آپ نے "علم قرآن اور علم آل طیب زبان" کو اپنے عظیم معجزات کے طور پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ان معارف کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے ہمارے لئے اور بھی ضروری ہے کہ خود قرآن کریم کی پوری پوری صحت کے ساتھ تلاوت کریں۔ اس لئے عزیز طلبہ اس مضمون کو خاص توجہ سے پڑھیں۔

(I)

اب اس زیر نظر مضمون میں ان اہم ضروری امور کا تذکرہ مقصود ہے جنہیں تلاوت قرآن کریم کے وقت مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امور عربی زبان کے قواعد سے متعلق ہیں اور انہیں مدنظر رکھے بغیر خواہ کتنے ہی ترنم سے کیوں نہ تلاوت کی جائے غلط ہوگی اور درجہ صحت سے گری ہوئی ہوگی۔

ا:۔ سب سے پہلا امر یہ ہے کہ (زبر) اور (الف) میں فرق کرنا بڑا ضروری ہے۔ بعض قارئین جہاں حرف پر زبر ہو اس کو لمبا کر کے الف "ا" بنا دیتے ہیں۔ مثلاً اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کو اَنْعَمْتَا عَلَيْهِمْ بنا دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض الف کی لمبی آواز کو زبر کی آواز کی طرح چھوٹا کر دیتے ہیں۔ مثلاً صِرَاطَ الَّذِيْنَ کو صِرَطَ الَّذِيْنَ کے مشابہ کر دیتے ہیں یعنی الف کی آواز کو لمبا نہیں کرتے یا مثلاً رَزَقْنٰهُمْ کو رَزَقْنَهُمْ بنا دیتے ہیں۔

۲:۔ اسی طرح بعض دفعہ حرف پر (پیش) ہوتی ہے۔ اس کو لمبا کھینچا جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ کو اَلْحَمْدُو کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح لِلّٰهِ کی ہ کو "ہے" کی صورت میں لمبا کر دیا جاتا ہے یا اس کے الٹ غلطی کی جاتی ہے زبر (ـَـ) کی لمبی آواز کو الف کہا جاتا ہے پیش (ـُـ) کی لمبی آواز کو اُو (واو ماقبل مضموم یا واؤ ممدودہ کہا جاتا ہے) اسی طرح زیر (ـِـ) کی لمبی آواز کو اِی (یا ماقبل مکسور یا یائے ممدودہ کہا جاتا ہے)

نوٹ :۔ الف کے متعلق خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ آواز کے لحاظ سے یہ حرف زبر کی ذرا لمبی آواز ہوتی ہے یاد رکھیں کہ (ا) الف پر جو حرف زبر کی لمبی آواز ہوتی ہے) اگر کوئی حرکت، یا علامت سکون ہو مثلاً (اَ) ہو تو وہ (ا) ہرگز نہیں بلکہ "ہمزہ" ہے ہاں ہمزہ کو بعض دفعہ الف کا نام دے دیا جاتا ہے جیسے الٓمّٓ (اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ کا مخفف) کو ہم ہمزہ۔ لام میم نہیں کہتے بلکہ الف۔ لام۔ میم کہتے ہیں۔

۳:۔ اس کے بعد اب مد یعنی آواز کو لمبا کھینچنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں قارئین اکثر غلطیاں کرتے ہیں۔ بعض جگہ جہاں مدّہ ہوتا ہے یعنی آواز کافی لمبی کھینچنا مطلوب ہوتا ہے وہ آواز کو لمبا نہیں کرتے اور بعض اوقات اس کے برعکس غلطی کرتے ہیں۔

آج کل بعض قرّاء بالخصوص ایسی غلطیاں اپنی تلاوت میں کرتے ہیں اس لئے ہمارے نوجوان طلبہ کو یہ حصہ مضمون بہت ہی توجہ سے خاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہیئے عربی زبان میں تین لمبی آوازیں ہیں۔ آ۔ اُو اور اِی جنہیں بالترتیب الف۔ واؤ ماقبل مضموم اور یاء ماقبل مکسور کہا جاتا ہے یعنی زبر کی لمبی آواز، واؤ کی لمبی آواز اور یاء (ی) کی لمبی آواز۔ تین مقامات پر ان لمبی آوازوں کو اور ...

لمبا یا کافی لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان تین مقامات پر مدّ (ــٓـ) پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ تین مقامات حسب ذیل ہیں۔

(ا) جہاں بھی آ۔ اُو یا اِی کی آواز کے بعد ہمزہ آ جائے وہاں مد (ــٓـ) پیدا ہو جائیگا اگر تو ہمزہ اسی کلمہ کے اندر ہو تو بڑا مد (ــٓـ) پیدا ہوتا ہے جسے قرآن کریم میں ذرا موٹا کر کے لکھا جاتا ہے۔ جیسے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اور لِيَغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔ اور اگر ان تینوں آوازوں کے بعد ہمزہ (ء) اگلے کلمہ کے شروع میں آئے تو چھوٹا مد (ــٓـ) ہوتا ہے جسے قرآن کریم میں باریک لکھا جاتا ہے۔ جیسے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وغیرہ۔ پس ہمارے نوجوانوں کو خاص طور پر تلاوت کرتے وقت ذہنی طور پر پہلے ہی یہ ارادہ اور احساس اور شعور رکھنا چاہیئے کہ اگر ان تینوں آوازوں آ۔ اُو اور اِی کے بعد ہمزہ آئیگا تو انہیں آواز کو لمبا کرنا ہوگا یعنی وہاں مدّ پیدا ہو جائے گا۔ ایسے موقعوں پر آواز کو لمبا نہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے اور اہل علم کے کانوں پر بہت گراں گزرتی ہے۔

(ب) دوسرا مقام جہاں اُو۔ آ اور اِی کی آوازوں کو لمبا کرنا چاہیئے یعنی جہاں مدّ پیدا ہو جاتی ہے یہ ہے کہ جہاں ان آوازوں کے بعد کوئی مشدد یعنی شد (ــّـ) والا حرف آ جائے مثلاً غَيْرِ مُضَآرٍّ۔ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ۔ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ قَبْلَهُمْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ (سورۃ رحمان)

(ج) تیسرا مقام جہاں اُو۔ آ اور اِی کی آوازوں کو کافی لمبا کیا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ جہاں کسی آیت کے آخر میں یہ آوازیں آئیں اور ہم نے وہاں وقف کرنا ہو یعنی ٹھہرنا ہو اور اس پہلی آیت کو اگلی آیت سے ملا کر نہ پڑھنا ہو۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اگر تو ہم نے ہر آیت پر ٹھہرنا ہو تو ان کلمات کے خط کشیدہ حصوں کو یعنی مِيْنَ کو اور حِيْمِ کو اور اسی طرح دِيْنِ کو آخری حرف کے سکون کے ساتھ پڑھیں گے اور اِی اور آ اور پھر اِی کی آوازوں کو کافی لمبا کریں گے اور جہاں نہ ٹھہرنا ہو وہاں لمبا نہیں کریں گے

(II) اب ایک دوسری بڑی غلطی کی نشان دہی کی جاتی ہے جو تلاوت میں کی جاتی ہے۔ عربی زبان میں (ء) ہمزہ جو کلمات کی ابتداء میں آتا ہے دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ہمزہ قطعی۔ یہ وہ ہمزہ ہے جسکو بہر صورت اسکی حرکت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

دوسرا ہمزہ وصلی۔ کہ جب وہ دو کلمات کے درمیان میں آ جائے تو اس کو ساکن سمجھا جاتا ہے اور اسکی حرکت گر جاتی ہے۔ اب ہمزہ وصل رکھنے والے کلمات و تراکیب کے پڑھنے کی مشق کروانے کے لئے چار خانوں کی صورت میں ایسے کلمات و تراکیب کو لکھا جاتا ہے۔

۱۔ پہلے خانے میں کلمات اور تراکیب کو ملا کر پڑھے بغیر اپنی اصل حالت میں لکھا جائیگا۔

۲۔ دوسرے خانے میں ملا کر پڑھنے سے جو لکھنے اور پڑھنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اسے ظاہر کیا جائیگا۔ ہمزہ وصل پر جو پڑھنے میں نہیں آئیگا۔ وصلہ (ــٱـ) ڈال دیا جائیگا۔

۳۔ تیسرے خانہ میں ان کلمات و تراکیب کا صحیح تلفظ بتایا جائیگا۔

۴۔ چوتھے خانہ میں ان کی ذرا وضاحت کے لئے اردو ترجمہ بھی دیدیا جائیگا۔

I	II	III	IV
ملا کر پڑھے بغیر اصل صورت	ملا کر پڑھنے کی صورت	صحیح تلفظ	اردو ترجمہ
اَمَرْتُهٗ اَنِ امْتَحِنْ	اَمَرْتُهٗ اَنِ ٱمْتَحِنْ	اَمَرْتُهٗ اَنِ مْتَحِنْ	میں نے اسکو حکم دیا کہ تو امتحان لے
عِنْدَ اِمْتِحَانٍ	عِنْدَ ٱمْتِحَانٍ	عِنْدَ مْتِحَانٍ	کسی امتحان کے موقعہ پر
اِلَى اَلْقَمَرِ	اِلَى ٱلْقَمَرِ	اِلَى لْقَمَرِ	چاند کی طرف
مِنْ اَللّٰهِ	مِنَ ٱللّٰهِ	مِنَ لَّاهِ	اللہ کی طرف سے
عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ	عِنْدَ ٱلْاِمْتِحَانِ	عِنْدَ لِمْتِحَانِ	امتحان کے موقعہ پر

نوٹ :۔ عربی زبان کے باب اِفعال کے وزن پر جو مصدر آتے ہیں ان کے مختلف صیغہ جات سے قبل جو ہمزہ آتا ہے وہ ہمزہ وصلی نہیں ہوتا بلکہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور لازماً اس کی حرکت ادا کرنا ہوتی ہے۔ مثلاً

I	II	III	IV
مِنْ اِكْرَامٍ	مِنْ اِكْرَامٍ	مِنْ اِكْرَامٍ	عزت کی وجہ سے
مِنْ اَلْاِكْرَامِ	مِنَ ٱلْاِكْرَامِ	مِنَ لْاِكْرَامِ	اس خاص اکرام کی وجہ سے
اَمَرْتُهٗ اَنْ اَكْرِمْ	اَمَرْتُهٗ اَنْ اَكْرِمْ	اَمَرْتُهٗ اَنْ اَكْرِمْ	میں نے اسے حکم دیا کہ تو عزت کر
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ	اِهْدِنَا ٱلصِّرَاطَ ٱلْمُسْتَقِيْمَ	اِهْدِنَ صِّرَاطَ لْمُسْتَقِيْمَ	ہمیں سیدھا راستہ دکھا

نوٹ :۔ اِهْدِنَا میں اِهْدِ کے ہمزہ کی حرکت کو پڑھیں گے۔ مگر جب یہ ہمزہ دو کلمات کے درمیان میں آ جائیگا تو اِهْدِ کے ہمزہ کی حرکت گر جائیگی۔ جیسے :-

اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِيْ	اَللّٰهُمَّ ٱهْدِ قَوْمِيْ	اَللّٰهُمَّ هْدِ قَوْمِيْ	اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔

نوٹ :۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ پڑھنا غلط ہوگا۔ (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کا جذبۂ اطاعت

تقریر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مولف اصحاب احمد بر موقعہ اجتماع انصار اللہ بھارت قادیان

حسب پروگرام خاکسار نے صحابہ کرام کے جذبۂ اطاعت کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہوئے یہ بھی مناسب سمجھا ہے کہ بعض احباب کا ذکر کیا جائے ان کو جو برکات حاصل ہوئیں ان کا بھی اشارۃً یا وضاحتاً ذکر کیا جائے۔ اور جنہوں نے اطاعت میں کمزوری دکھائی ان کے حالات کو بھی بیان کیا جائے۔ چنانچہ چند ایک احباب کا ذکر کیا جارہا ہے۔

— (۱) —

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مولوی محمد احسن صاحب حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے

(سیرت المہدی حصہ دوم۔ روایت ۳۴۴)

مولوی محمد احسن صاحب کی بہت عزت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی امامت میں جمعہ پڑھتے رہتے۔ بالآخر خلافت ثانیہ کے قیام پر جس کے آپ حامی تھے ایسے حالات پیدا ہوئے کہ آپ غیر مبائعین کے چنگل میں اپنے ایک بیٹے کی وجہ سے پھنس گئے۔ اور عزت کا مقام جاتا رہا۔

— (۲) —

لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" سنائے جانے سے پیشتر ایک اشتہار چھپوا کر جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو بھجوایا لیکن انہوں نے ایسے مقامات پر لگوایا جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑے پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا تھا کہ مخالف شیخ سعداللہ لدھیانوی کا بیٹا لاولد رہے گا۔ ان الفاظ کو کاٹ دینے کا مشورہ خواجہ صاحب نے دیا اور پھر کسی دوست کو لکھا کہ اس بارے میں بے تابی کی وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔ حضور نے فرمایا کہ اسباب میں مقدمہ ہونے پر آپ کو وکالت کا کام سپرد نہ ہوگا خواجہ صاحب خلافت اولیٰ میں انگلستان گئے تو انہوں نے اشاعت اسلام کے لئے یورپ میں حضرت اقدس کے ذکر کو سمّ قاتل قرار دیا۔ خود انہوں نے خواب دیکھا کہ بغاوت کے جرم میں انہیں دربار شاہی میں پیش کیا گیا ہے۔ اور دربار میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ ہیں۔ خواجہ صاحب قبولِ خلافتِ ثانیہ سے محروم رہے۔

— (۳) —

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت منشی برکت علی صاحب شملوی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم چودہ پندرہ افراد نے لاٹری میں حصہ لیا جس میں ہر ایک کو ساڑھے سات ہزار روپیہ ملا۔ کیا اس کا استعمال جائز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جوا ہے۔ آپ کے لئے جائز نہیں سو یہ روپیہ آج کل کے حساب سے کئی لاکھ روپے کے برابر تھا منشی صاحب نے حضور کے ارشاد کے مطابق خود اور دیگر کی معرفت غرباء وغیرہ کو دیدیا۔

(اصحاب احمد جلد سوم طبع دوم صفحہ ۱۸۵/۱۸۶)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا۔ حضرت اقدس کے زمانہ سے خلافت ثانیہ میں پنشن تک آپ سیکرٹری (یعنی سربراہ جماعت) اور بعد میں امیر جماعت شملہ و نئی دہلی رہے اور پھر قادیان آجانے پر چودہ سال تک جوائنٹ ناظر بیت المال اور دیگر ممتاز عہدوں پر فائز رہے

— (۴) —

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت اشتہار طبع کرانے کی ضرورت ہے۔ کیا آپ کی جماعت ساٹھ روپے کا خرچ برداشت کرے گی۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اور فوراً کپورتھلہ پہنچا اور اپنی اہلیہ کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپیہ لے کر میں آگیا اور حضور کے سامنے یہ رقم پیش کر دی اور یہ ذکر نہیں کیا کہ میں اپنی طرف سے رقم پیش کر رہا ہوں چند روز بعد حضرت منشی اروڑا صاحب لدھیانہ آگئے۔ ان سے حضور نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی ہے۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کی کہ حضور مجھے یا جماعت کو تو پتہ بھی نہیں۔ حضرت منشی اروڑا صاحب اسی وجہ سے حضرت ظفر احمد صاحب سے بہت ناراض ہوئے کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ میں ثواب سے محروم رہا۔ حضرت صاحب سے بھی عرض کی۔ حضور نے فرمایا۔ منشی صاحب! خدمت کرنے کے بہت سے اور موقعے آئیں گے آپ گھبرائیں نہیں۔ مگر منشی اروڑا صاحب ان سے چھ ماہ تک ناراض رہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم۔ روایت ۷۶۹)

— (۵) —

حضرت عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کپورتھلہ کے احباب حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب، حضرت منشی محمد خان صاحب حضرت منشی اروڑا صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ محبت اور عشق اور آپ کی اطاعت اور فدائیت میں بے نظیر پایا۔ یہ لوگ جب بے کلی اور بے چینی محسوس کرتے دیوانہ وار بھاگے چلے آتے تھے۔ حضرت کو دیکھ لیا کچھ باتیں سن لیں۔ زندگی کی نئی روح لے کر واپس چلے گئے۔

یہ واقعہ میرا چشمدید ہے کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کوئی زائد جوڑہ کپڑوں کا نہیں لائے تھے۔ خیال تھا کہ تین دن بعد تو واپس آہی جاؤں گا۔ لیکن تین دن کے بعد حکم ہوا کہ ابھی ٹھہریں، خیال تھا کہ شاید چند دن بعد اجازت مل جائے گی۔ اجازت لینے کے لئے زبان ادب کھل نہ سکتی تھی۔ اور حضرت کی اپنی محبت اور جذبہ بھی اجازت نہ دیتے تھے کہ کسی طور پر حضور سے عرض کیا جاسکے اسے وہ بے ادبی خیال کرتے تھے ایک بار میں نے چار چار دفعہ دھلوائے اور پھر مفتی فضل الرحمٰن صاحب سے از خود دو جوڑے سلوائے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۹۵ تا ۹۸)

— (۶) —

اس واقعہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے بیان کیا کہ میں مجسٹریٹ کی پیشی میں کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی ٹھہریں۔ پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اس پر ایک مہینہ گذر گیا۔ مسلیں میرے گھر پر ہونے کی وجہ سے کام عدالت کا بند ہو گیا۔ اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا نہ کسی بازپرس کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط آیا جو میں نے حضرت صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھا اور فرمایا لکھ دو آنا نہیں ہوتا۔ میں نے یہی الفاظ لکھ دیئے۔ اس پر ایک مہینہ اور گذر گیا تو ایک دن فرمایا۔ کتنے دن ہو گئے۔ پھر آپ ہی گننے لگے اور فرمایا۔ اچھا اب چلے جائیں۔ میں چلا گیا۔ اور کپورتھلہ پہنچ کر مجسٹریٹ صاحب کے مکان پر گیا تاکہ معلوم کروں کیا فیصلہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ منشی جی! آپ کو مرزا جی نے نہیں آنے دیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں تو کہنے لگے کہ ان کا حکم مقدم ہے۔

(اصحاب احمد۔ صفحہ ۸۲)

— (۷) —

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی آمد و رفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس حضور کے دعویٰ سے پہلے سے تھی۔ آپ اور کپورتھلہ کے بعض صحابہ بکثرت حضور کے پاس آتے تھے یہ سب ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ ان میں سے کسی کے درخواست کرنے پر حضور دعویٰ سے پہلے کپورتھلہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

ایک دفعہ حضرت منشی صاحبؓ نے حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ مفسر القرآن انگریزی کو سنایا کہ ایک دفعہ حضور نے اپنے خطوط کے جواب دینے پر مجھے مقرر فرمایا میں خلاصے تیار کر کے پیش کرتا اور جو جواب حضور دیتے تحریر کر دیتا۔ ایک خط پر لکھا تھا کہ اس کو حضور کے سوا کوئی نہ

لکھوائے۔ وہ میں نے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اور دریافت کرنے پر یہ بات عرض کی تو حضور نے یہ خط واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ہی اسے پڑھیں۔

"ہم اور آپ کوئی دو ہیں"

یہ واقعہ بیان کرکے آپ رونے لگ پڑے اور روتے روتے فرمایا۔ کہاں خدا کا پیارا مسیح اور کہاں یہ گنہگار۔ اور نوازش یہ کہ مجھے فرمایا۔ "ہم اور آپ کوئی دو نہیں"

(اصحاب احمد جلد چہارم طبع سوم صـ ۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کپورتھلہ کے ان مخلصین کے متعلق ایک مکتوب میں رقم فرمایا کہ:۔

"میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا میں اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے ساتھ ہوں گے۔"

(بدر ۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

— (۸) —

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری بھی ایسا ہی عشق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ قادیان آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے کوئی کام لے رہے تھے اس لئے جب ان کی چھٹی ختم ہو گئی اور انہوں نے حضور سے جانے کے لئے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست بھجوا دی۔ مگر محکمہ کی طرف سے جواب آیا کہ چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ دیا کہ میں ابھی نہیں آ سکتا۔ اس پر محکمہ نے انہیں ڈسمس کر دیا چنانچہ حضرت اقدس کے ارشاد پر آپ چار یا چھ ماہ قادیان میں ٹھہرے رہے۔ پھر واپس گئے۔ تو محکمہ نے یہ سوال اٹھا دیا کہ جس افسر نے انہیں ڈسمس کیا ہے اسے ڈسمس کرنے کا حق نہیں تھا۔ چنانچہ ان کو اپنی ملازمت پر بحال کیا گیا اور قادیان میں گذارے گئے عرصہ کی تنخواہ بھی مل گئی۔

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۸۶ - ۸۷)

ان کو ہوشیار پور کے چلہ کے موقعہ پر حضرت کی خدمت کی توفیق ملی۔ سرخی کے نشان کے موقعہ کے آپ واحد گواہ تھے اور یہ نشان والی قمیص جو عرض کرنے پر حضرت اقدس ؑ نے ایک شرط پر عنایت کی تھی۔ چنانچہ وہ پہنا کر آپ کی تدفین عمل میں آئی تھی۔

— (۹) —

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طالب علمی میں آتھم کی پیشگوئی اور سورج چاند گرہن کی علامت ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہونے امام مہدی کے پیدا ہونے کا ذکر سنا۔ تو آپ کنڈیات میں دبا کر رو رو کر دعائیں کرتے کہ اس مقدس وجود کو آپ پا سکیں۔ آپ کی عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی۔ ایک مسلمان لڑکے کے یہ راز کھول دینے پر آپ کے والد کو علم ہوا کہ آپ مسلمان ہیں یا اسلام کی طرف مائل ہیں۔ تو اپنا ٹھکانہ تبدیل کر لیا اور رات کو باہر جانے سے روکے رکھا اور کام نہ کرنے دیتے تھے۔ کیونکہ ایسا سامان ہوا کہ ایک اور مقام پر دوران تعلیم سیالکوٹ کے بزرگ حضرت حافظ حامد شاہ رضی اللہ عنہ کے عزیزان سے واسطہ پڑا۔ پھر آپ کسی طرح ان کے پاس سیالکوٹ پہنچ حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض کتب پڑھیں۔ نماز پڑھنے لگے۔ اور سید صاحب کے مشورہ سے قادیان کو روانہ ہوئے۔ یہ آج سے پچانوے سال پہلے ۱۸۹۵ء کی بات ہے کہ بٹالہ میں کئی گھنٹے تک آپ کو کسی سے معلوم نہ ہوا کہ قادیان کہاں ہے۔ اور آپ سے کہا گیا کہ تھانہ سے معلوم کریں۔ اتفاقاً قادیان کے ایک یکہ والے سے علم ہوا کہ آپ قادیان آئے۔ اسلام قبول کیا۔

تلاش کرتے کرتے آپ کے والد صاحب قادیان پہنچے اور مخالفین سے انہوں نے مشورہ کیا۔ آپ کی ڈاکنا نہ میں والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے پیار اور تسلی دی اور کہا کہ آپ نے اپنی اطلاع نہیں دی۔ والدہ آپکی جدائی کے غم سے آنکھوں سے معذور ہو گئی ہیں۔ اور بہن بھائی نڈھال ہیں ان سے مل آؤ تا انہیں تسلی ہو۔ تم نے جو کچھ کیا اچھا کیا جب تمہارے دل کو یہی پسند ہے تو کون روک سکتا ہے۔ خوش رہو اور جہاں چاہو رہو۔

نہ معلوم کس طرح احباب میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ بھائی جی کو ان کے والد صاحب اور ہندوؤں نے پکڑ لیا ہے۔ اور بہت سے احباب ڈاکخانہ پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھر سے باہر نکل چکے تھے۔ میں والد صاحب کو حضور کے پاس لانے والا تھا۔ سو انہیں لایا اور دور سے بتایا کہ وہ ہیں حضرت صاحب ہیں۔ والد صاحب نے سلام کیا اور نذرانہ پیش کیا جو حضور نے قبول نہ فرمایا۔ اور نہایت شفقت سے خیریت پوچھی۔ اور آنے کی غرض پوچھی اور آدھ گھنٹہ تک گفتگو رہی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے علیحدگی میں بھائی جی سے ان کی مرضی پوچھی۔ آپ نے عرض کی کہ حضور! میں دل سے مسلمان ہوں۔ اور حضور کی غلامی کی سعادت اللہ پاک نے مجھے محض اپنے فضل سے بخشی دی ہے بیشک والدین اور بہن بھائیوں کی محبت میرے دل میں پہلے جیسی ہے۔ مگر میں ابھی جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں نے اسلام کے متعلق کچھ نہیں سیکھا۔

اس پر حضور نے آپ کے والد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ہم عبدالرحمٰن کو آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتے۔ آپ کو فرصت ہو تو ہفتہ دو ہفتہ ان کے پاس ٹھہریں۔ ورنہ ان کی والدہ اور بہن بھائی جتنا عرصہ چاہیں یہاں ٹھہریں۔ ان کی آمد و رفت اور قیام کے اخراجات ہمارے ذمہ ہوں گے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پیغام بھائی جی کو بھیجا کہ آپ والد صاحب کو اس اقرار نامہ کی نقل ان کے دستخط سے بھجوا دیں۔ اور آپ ان کے ساتھ چلے جائیں۔

یہ تحریر پڑھ کر بھائی جی کو وسواس نے آگھیرا کہ وہ کسی طرف نکل جائیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ والد صاحب ان کو زندہ نہ چھوڑیں۔ پھر آپ علیحدگی میں جاکر چند لمحات کے لئے علیحدگی میں چلے گئے۔ اور ... اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے اور اس سے امداد چاہی جس سے آپ کے دل پر سکینت نازل ہوئی۔ اور آپ نے فیصلہ کر لیا کہ آپ اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کریں گے خواہ جان بھی اس راہ میں دینی پڑے۔

آپ کے والد صاحب حضور کی تحریر سے بھی زیادہ مؤکد حلفیہ بیان لکھ کر بھیجا۔ اور حضور نے بھائی جی کو جانے کا ارشاد فرمایا۔ نماز کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جس علاقہ میں انہوں نے جانا ہے وہ غیر مسلموں سے گھرا ہوا ہے اور بہت دور ہے۔ اگر حضور پسند فرمائیں تو بھائی عبدالرحیم صاحب کو ان کے ساتھ بھیج دیا جائے تاکہ ان کی خیر خیریت پہنچتی رہے۔ اس دوران حضور نے نہایت جلال، شوکت اور رعب سے فرمایا کہ

"نہیں مولوی صاحب! ہمیں نام کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں۔ اگر ہمارا ہے تو آجائے گا۔ ورنہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے کیا حاصل!"

آپ کے والد صاحب آپ کو ساتھ لے گئے اور خلاف معاہدہ آپ کو سینے تک گاڑ کر نمازوں سے روکا۔ شفیق والد بجائے کی موت کی تمنا کرتے۔ محبت کرنے والے پسینہ کی جگہ خون بہانے والے بہن بھائی آپ کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ ناچیوں کے ساتھ والدین سے ہوتے ہوتے چھریوں اور کلہاڑی تک کے حملے ہوئے اور ظلم و تشدد کا کوئی طریق نہ تھا جو آپ پر نہ آزمایا گیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک بزرگ حضرت مولوی غلام بخش صاحب جالندھری رضی اللہ عنہ کو بھائی جی کے حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ وہ تین میل پر ایک مسلمانوں کی بستی سے معلومات حاصل کرکے آئے۔ والد صاحب اس وقت باہر جا چکے تھے بھائی جی کے دل میں گدگدی ہوئی وہ باہر نکلے تو آواز دی اور آپ نے دیکھا جواز نوں پر مولوی صاحب ہیں سلام وجواب ہوا۔ اسلام کے متعلق اشارہ سے بتا دیا اور وہ فوراً چلے گئے تھوڑی دیر بعد والد آئے اور انہوں نے کہا کہ کون مولوی آیا تھا۔ اور پھر آکر کہا کہ اردگرد آدمی دوڑائے مگر وہ ہاتھ نہ آیا ورنہ اس کو پتہ لگ جاتا کہ ہمارے گاؤں میں کسی مُسلے کے آنے کا کیا مطلب!

کچھ عرصہ بعد والد صاحب نے کسی کام کے لئے آپ کو بھجوایا وہاں سے آپ سیالکوٹ اور پھر قادیان چلے آئے۔ پھر والد قادیان آئے اور مخالفین سے انہوں نے مشورہ کیا۔ اور پھر مضبوط جسم مسلمانوں کو لاکر آپ کو مسجد اقصیٰ سے پکڑ کر یکہ پر لے جانے کی کوشش کی اور کئی اور کوششیں ہوئیں لیکن وہ ناکام ہوئے۔ پھر اور کئی قسم کے طریق بھی والد صاحب نے اپنائے کچھ عرصہ بعد حضرت بھائی جی ٹی۔ بی۔ سے شدید بیمار ہوئے۔ ان کی والدہ صاحبہ اس وجہ سے آئیں کہ کئی ماہ سے بھائی جی کا خط نہیں آیا تھا۔ انہوں نے آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی خواتین اور زوجہ محترمہ حضرت مولوی نورالدین صاحب سے انہوں نے ملاقات کی اور ان سب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خبرگیری اور ہمدردی کے حالات سن کر بے حد شکر گزار ہوئیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی ملاقات سے والدہ صاحبہ ان کے اخلاق کریمانہ کی شیدا ہوئیں اور انہوں نے

(باقی صـ ۲۲ پر)

اے آر ریاض الحسن ابن مکرم اشفاق احمد صاحب - حیدرآباد ۔ آندھرا

واقفینِ نَو کی بہار

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عُمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

فہرست اوّل

طوبیٰ احمد بنت رفیق احمد خان صاحب
مسکرا - یو۔ پی

عطاء الباری بنت سید عبد النقی صاحب
برہ پورہ - بہار

وحید احمد خان ابن عبد الرشید خان صاحب
سمور - یو۔ پی

محمد احسن قیصر ابن مکرم مولوی محمد ایوب
ساجد صاحب - راجستھان

محمد فاتح ابن مکرم مولوی عبد المومن راشد
بھوٹان

ملیحہ احمد بنت مکرم ممتاز احمد صاحب
قادیان

بُشریٰ بنت مکرم پیار محمد صاحب
قادیان

مصاحب احمد ابن مکرم رفیق احمد باورچی
قادیان

نبیل احمد ابن شکیل احمد صاحب طاہر
قادیان

مریمہ صدیقہ بنت الحاج منور احمد ناصر
قادیان

فاتحہ خلّت بنت مکرم منیر احمد صاحب مالاباری
قادیان

انصر احمد ابن مکرم منظور احمد صاحب گجراتی
قادیان

رضوان احمد ظفر ابن مکرم ریحان احمد صاحب ظفر
قادیان

آصف احمد چیمہ ابن مکرم منصور احمد صاحب چیمہ

قادیان

محمد بدر احمد ابن مکرم محمد احسن صاحب

قادیان

سلمہ ماہ رخ بنت مکرم سید تنویر احمد صاحب

قادیان

فرحت نسرین ناز بنت مکرم تمیس احمد صاحب امینی

قادیان

محمد نصر غوری ابن مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری

قادیان

محمود الرحمٰن فانی ابن مکرم محفوظ الرحمٰن صاحب فانی

قادیان

اطہر احمد نسیم ابن مکرم حافظ مظہر احمد طاہر

قادیان

سارہ بنت عبد العزیز اختر صاحب

قادیان

خواجہ ابن المہدی ابن خواجہ بشیر احمد صاحب

قادیان

طاہر احمد فضل ۔ امتہ الصبور ثروہ والد عبد المجید خان صاحب

قادیان

قدسیہ فضیلت بنت مکرم مولوی فضل اللہ صاحب

قادیان

مسعود احمد نیر ابن مستفیض احمد صاحب ، مروجی

قادیان

عطاء الحفیظ عمران ابن مکرم دلاور خان صاحب

قادیان

نیرہ نورین بنت مکرم عبد العزیز صاحب اصغر

قادیان

فریدہ مبارک بنت مکرم شمس الدین مبارک

قادیان

سید محی الدین فرید ابن سید فیروز الدین صاحب

قادیان

اسیرانِ راہِ مولا کی قربانیاں

از محترم شیخ ناصر احمد صاحب
سوئٹزرلینڈ

آج کے موضوع کی نسبت سے اسیرانِ راہِ مولیٰ وہ خوش نصیب وجود ہیں۔ جو محض اس وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ اعلان کیا۔ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ فَآمَنَّا۔ کہ اے ہمارے رب! ایمان کی طرف بلانے والے ایک منادی کی آواز کو ہم نے سنا اور ہم ایمان لے آئے۔ چھ برس سے زائد عرصہ سے پاکستان میں ایک جابر آمر کی طرف سے جاری کئے جانے والے ایک منحوس اور قبیح آرڈیننس کی رُو سے منادی الی اللہ پر ایمان لانا جرم قرار دیا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے امام مہدی کو میرا سلام پہنچاؤ خواہ تمہیں اس تک پہنچنے کے لئے برف سے لدی ہوئی پہاڑی چوٹیوں کو سر کرنا پڑے۔ لیکن ایک اسلامی کہلانے والے ملک کا آمر اسلام ہی کے مقدس نام پر امام مہدی کی آواز پر لبیک کہنے کو جرم قرار دیتا اور ایسے خوش نصیب مجرموں کے لئے سخت سزائیں تجویز کرتا ہے آج کی محفل میں ایسے ہی کچھ مجرموں کا تذکرہ ہوگا جن کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں تک جا پہنچی ہے۔ اسیرانِ راہِ مولیٰ کی فہرست میں ایسے احمدی افراد کو بھی عمومی رنگ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جنہیں کچھ وقت کے لئے شدید اذیت پہنچائی گئی۔ ذہنی اور نفسیاتی تشدد کا شکار بنایا گیا اور مضحکہ خیز وجوہات کی بناء پر اُن پر مظالم ڈھائے گئے ایک اخبار کی رپورٹ کے مطابق صرف ۱۸ ستمبر ۱۹۸۸ء تک ۳۱۱۳ احمدیوں پر آرڈیننس کی بنا پر مقدمے بنائے گئے۔ یہ قریبًا وہ عرصہ ہے۔ جب کہ پاکستان کا آمر زندہ تھا۔ ۱۹۸۷ء و ۱۹۸۸ء کے صرف بارہ مہینوں میں ایک ہزار ساڑھے سو تیس احمدی مختلف "جرائم" کی بناء پر قید کر دیئے گئے۔ وہ سنگین جرائم یہ ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہنا۔ کلمہ طیبہ کے الفاظ کا لکھنا یا اس کا بیج لگانا۔ اشتہار تقسیم کرنا۔ اذان دینا۔ کسی کو السلام علیکم کہنا وغیرہ۔

اختصار کے ساتھ احمدیوں کی حق تلفی۔ زبان بندی۔ ان پر مذہبی پابندی اور ان پر صعوبتوں کے پہاڑ توڑے جانے کی چند مثالیں پیش ہیں۔

(۱):۔ منڈی بہاؤ الدین میں ایک احمدی نے سٹیشنری کی ایک دکان خریدی۔ جس میں پہلے مالک نے تختی پر "یا حی یا قیوم" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ دو الفاظ قرآن کریم میں بھی آتے ہیں۔ اس لئے اس احمدی دکاندار پر نمبر بیس XX۔298ھ کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا۔

(۲):۔ ایک جگہ قبرستان میں ایک فوت شدہ احمدی کے کتبہ پر سالہا سال قبل سے ایک لفظ لکھا ہوا تھا۔ جو ملاؤں کی نظر میں اس وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرا کہ وہ لفظ مسلمان بھی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس احمدی کے رشتہ داروں کو اس "جرم" میں گرفتار کر لیا گیا۔

(۳):۔ اسلام آباد میں ایک احمدی گھرانہ کے سات افراد پر مقدمہ چلایا گیا۔ اُن سے یہ سنگین جرم سرزد ہوا تھا کہ شادی کے دعوت نامہ پر انہوں نے "بسم اللہ" "السلام علیکم" اور "انشاء اللہ" کے الفاظ لکھے تھے۔

(۴):۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم راہ جاتے ہوئے ہر شخص کو سلام کرو خواہ تم اُسے جانتے ہو یا نہیں۔ بالفاظ دیگر سلام کا تحفہ ہر شخص کو دو بغیر اس استفسار کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ خدا پر ایمان لاتا ہے یا نہیں۔ لیکن پاکستان میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ سینکڑوں مرتبہ احمدیوں پر محض اس وجہ سے اسی منحوس (نمبر بیس) XX۔298ھ کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ اور سزائیں دی گئیں۔ کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں راہ گزر لوگوں کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کیا۔

(۵):۔ سرگودھا کے ایک احمدی عبد الشکور صاحب پر دو سال سے زائد عرصہ تک ایک مقدمہ چلتا رہا۔ اور بالآخر ۱۸ر جون ۱۹۸۹ء کو سِول مجسٹریٹ نے انہیں دو سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا اس جرم پر دی کہ ان کی دکان پر قرآنی آیات لکھی ہوئی تھیں۔

(۶):۔ احمدیوں پر ظلم کا ایک طریق یہ بھی نکالا گیا ہے۔ کہ اُن پر چلائے جانے والے مقدمات کو بلا وجہ طول دیا جاتا ہے۔ تاریخ پر تاریخ ڈال دی جاتی ہے۔ اور اس طرح ضیاعِ وقت کے علاوہ حد درجہ ذہنی کوفت اور نفسیاتی بوجھ ڈالا جاتا ہے کہ تا احمدیوں کی ہمت ٹوٹے۔ ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور ان کا ایمان کمزور پڑ جائے۔ اس قلبی اذیت کی ایک شرمناک مثال یہ ہے کہ ۲۳ر فروری ۱۹۸۵ء کو یعنی ساڑھے پانچ برس قبل ننکانہ کے ایک احمدی محمود احمد شمس صاحب پر ایک مقدمہ چلایا گیا۔ جرم یہ تھا کہ انہوں نے نماز ادا کی۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔ کا بیج لگایا۔ ظالم عدالت تاریخ پر تاریخ ڈالتی گئی اور پانچ سال کے لمبے کرب و اضطراب میں گذارنے کے بعد اس اسیر راہِ مولیٰ کو اس کے جرم عظیم کی پاداش میں ایک سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

(۷):۔ احمدیوں کے خلاف (نمبر بیس) XX۔298ھ کی عجیب و غریب تاویلیں کی جاتی ہیں اور اسے توڑ مروڑ کر احمدیوں پر مظالم ڈھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی احمدی کی کوئی حرکت جس کے نتیجہ میں کوئی ملاں سمجھے کہ اس کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس احمدی کو سزا کا مستوجب بنا دیتی ہے۔ اگر وہ اپنے گھر میں اپنے امام کے خطبہ جمعہ کی کیسٹ سنے تو یہ بات بھی ملاں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتی اور احمدی کو سزا دلواتی ہے۔ چنانچہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں ایک احمدی کے گھر کی چار دیواری میں احمدی افراد اپنے چند غیر احمدی دوستوں اخبار نویسوں۔ اور [illegible] لوگوں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک [illegible] سوال و جواب کی ویڈیو کیسٹ دیکھ رہے تھے۔ اس جرم کی بناء پر ایک ملاں کے شور شرابہ کے نتیجہ میں نو احمدی افراد کو زیر حراست لے لیا گیا۔ ضمانت کی درخواست رد کر دی گئی۔ اور انہیں حوالات میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح یہ معصوم بھی اسیرانِ راہِ مولیٰ کی قطار میں شامل ہو گئے۔

(۸):۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی احمدی کچھ نہ بھی کرے تب بھی پاکستان کے ملاں کے مذہبی جذبات مجروح ہو جاتے ہیں [illegible] پولیس کو شکایت کی جاتی ہے کہ فلاں احمدی نے تبلیغ کی ہے۔ لٹریچر تقسیم کیا ہے یا السلام علیکم کہا ہے وغیرہ۔ حالانکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہوتا۔ اس پر پولیس معصوم کو پکڑ لیتی ہے اور پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ اُسے کچھ عرصہ کے لئے حوالات میں ڈال دیا جاتا ہے۔ صرف مردوں پر ہی نہیں، احمدی عورتوں پر بھی اس رنگ میں ظلم ڈھایا جاتا ہے۔ چنانچہ گجرات کے ایک سکول میں ایک نائب ہیڈ مسٹریس ایک احمدی خاتون محترمہ صغریٰ بی بی تھیں۔ جو سکول میں بطور اُستانی کام کرتی تھیں۔ اُن کے نیک اخلاق اور قابلیت سے سکول

کا عملہ احمدی سٹاف بھی متأثر تھا۔ اُن پر ۲۳ نومبر ۱۹۸۹ء کو ایک من گھڑت الزام لگا کر گرفتار کر لیا گیا۔ حالانکہ سکول کے بچے جمع ہو کر پولیس سے کہا کہ یہ تو بالکل بے گناہ ہیں انہیں کیوں گرفتار کیا جا رہا ہے۔ لیکن پولیس نے ایک نہ سنی۔ کیونکہ ملّاؤں کا اثر بہت تھا۔ صرف ایک جھوٹے راوی کی بات کو سُنا اور ایک معصوم خاتون کو گرفتار کر لیا گیا۔

[illegible] :- جماعت احمدیہ کے مورخ [illegible] دوست محمد شاہد صاحب گوجرانوالہ میں ایک جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا لیکن یہ بات کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر کریں ملّاؤں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھی۔ جلسہ کو روک دیا گیا۔ کوئی تقریر نہ ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو معہ آٹھ ساتھیوں کے تقریر کرنے کی نیت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور ایڈیشنل سیشن جج گوجرانوالہ نے انہیں دو دو سال قید با مشقت اور دو دو ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ یاد رہے کہ یہ سزا تقریر کرنے کے جرم میں نہ تھی۔ بلکہ تقریر نہ کرنے کے جرم میں تھی۔

میرا قصور یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں

اور اس پر طرہ یہ کہ سزا بھی قید با مشقت عجب استعمال ہے۔ بے قانونی قانون کا عجب استعمال ہے۔ طاقت کا۔

دیکھئے جٹ کٹورا لبھیا
پانی پی پی آکھیریا۔

(۱۰) :- ایک احمدی وکیل مکرم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب امیر جماعت احمدیہ خوشاب کے خلاف کلمہ پڑھنے اور کلمہ کا بیج لگانے کے جرم میں ۱۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو مقدمہ درج کیا گیا۔ نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکایت پر انہیں متعدد بار شاہ پور جیل میں ڈال دیا گیا۔ جب ضمانت بھی نا منظور ہوئی تو اپیل ہائی کورٹ پنجاب میں گئی۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج طارق تراڑ صاحب نے اپیل سُننے پر کہا۔ کہ کلمہ کے استعمال کا جرم تو ایسا سنگین ہے کہ یہ نئے قانون "توہین رسول" کے تحت آتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس کی سزا موت ہے۔ ایک خط میں جہانگیر جوئیہ صاحب رقم طراز ہیں۔

"کلمہ کے جرم کی سزا کے لئے ۲۷ جولائی ۱۹۹۰ء کو ضلع خوشاب سے سات مزید احمدی اسی جیل میں لائے گئے ہیں۔ پولیس انسپکٹر عبد الحمید خان نیازی نے کلمہ کے ان اسیران راہ مولیٰ کو بہت زدوکوب کیا۔ ایک معمر احمدی قیدی کو بھی بہت مارا۔ اور بار بار زمین پر گرایا۔ ایک کم عمر احمدی بچہ مبشر احمد جس کی عمر ۱۳ برس ہے۔ وہ بھی ان قیدیوں میں شامل ہے۔ وہ بھی پولیس انسپکٹر کی ظالمانہ اور سنگدلانہ کارروائیوں سے نہ بچ سکا۔

مکرم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب کو قریباً ۴ سال بعد ۱۲ مئی ۱۹۹۰ء کو اسسٹنٹ کمشنر نے دو سال قید با مشقت کی سزا سُنا دی۔

(۱۱) :- یہی بچہ مبشر احمد کا ابھی ذکر آیا ہے وہ جیل سے لکھتا ہے کہ جب خوشاب کی جماعت نے مسجد کی پیشانی پر پانچویں مرتبہ کلمہ کے الفاظ پینٹ کئے۔ تو خدام الاحمدیہ کے ساتھ میں نے بھی پہرہ کی غرض سے رات مسجد میں گذاری۔ مسجد کا دروازہ بند کر کے ہم اندر سونے چلے گئے تو سٹی مجسٹریٹ پولیس کی ایک بھاری جمعیت کے ساتھ مسجد میں پہنچا۔ ایک پولیس مین سیڑھی کے ذریعہ مسجد کی بیرونی فصیل پر چڑھ کر صحن میں اُتر آیا۔ اور اس طرح غیر قانونی طور پر ایک غیر جگہ میں داخل ہوا۔ اس نے میرے ہاتھ اُٹھا کر میری کمر کے ساتھ اس قدر سختی سے باندھ دیئے۔ جیسے کہ میں نے کوئی جرم عظیم کیا ہو۔ مجسٹریٹ نے مجھے زور سے دو گھونسے مارے۔ ایک سپاہی نے مجھے باہر لا کر یہی سلوک میرے ساتھ کیا۔ اور یہ سب کچھ سٹی مجسٹریٹ کی ہدایت کی تعمیل میں تھا۔ میرے دوسرے ساتھی کے ہاتھ بھی کمر سے باندھ دیئے گئے۔ ایک سپاہی نے کالی سیاہی کلمہ کے الفاظ پر پھیری اور اللہ اور رسول کا نام مٹا دیا۔ ہم پانچ افراد کو پولیس کی گاڑی میں تھانہ لے جایا گیا۔ جہاں مجھے مزید مارا پیٹا گیا۔ گویا کہ میں ہی سب سے سنگین مجرم تھا۔ اس وقت شاہ پور کی جیل میں نو احمدی قیدی کلمہ کے جرم میں پڑے ہیں۔ ہمارے جرائم شاید یہ ہوں کہ ہم پانچ مرتبہ نماز باجماعت اور نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔"

(۱۲) :- پیر کوٹ ثانی۔ گوجرانوالہ کے ایک احمدی اسیر راہ مولا جیل سے لکھتے ہیں :-

"مولویوں نے مجھ پر ایک جھوٹا مقدمہ اس الزام کی بناء پر کروایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی خاطر میں اپنی جان۔ اپنا مال۔ اپنی اولاد اور سب کو قربان کرنے کو تیار ہوں کی نعوذ باللہ ہتک کی ہے۔ اس پر مجھے جیل میں بھجوا دیا گیا۔ چونکہ میں جیل میں بھی باقاعدہ نماز ادا کرتا رہا اور قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہا۔ اور چونکہ مولویوں نے دوسرے قیدیوں کے پاس جا کر انہیں میرے خلاف اُکسایا کہ میں نے ابھی تک نماز کیوں ترک نہیں کی۔ اس لئے مولویوں کے زور دینے پر مجھے سزائے موت والوں کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ میں نے اس حالت میں بھی نہ نماز ترک کی۔ اور نہ ہی قرآن کریم کی بلند آواز سے تلاوت۔ میرے قریب بعض قیدیوں نے داروغہ کے پاس احتجاج کیا کہ کیوں ایک نیک اور معصوم شخص کو سزائے موت والوں کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مجھے وہاں سے باہر نکالا جائے۔"

۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو معاندین و مکفرین کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے وہ تاریخی چیلنج مباہلہ دیا جس کا ایک درخشندہ نتیجہ دو مہینے کے بعد ہی پاکستان کے جابر آمر کی ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ خدا تعالیٰ کی عدالت میں مقدمہ پیش کرنے کی دعوت کے اعلان کو جرم قرار دے دیا گیا اور مباہلہ کا چیلنج تقسیم کرنے والے احمدیوں کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔

(۱۳) :- ایک اسیر راہ مولیٰ مکرم صباح الدین صاحب سمبڑیال سیالکوٹ سے لکھتے ہیں :-

"مجھے ۹ جولائی ۱۹۸۸ء کی رات کو دس بجے مباہلہ پمفلٹ تقسیم کرنے کے الزام پر گرفتار کر لیا گیا۔ انسپکٹر پولیس نے کمرہ میں موجود سپاہیوں کو حکم دیا کہ میرے کپڑے اُتار کر مجھے پیٹا جائے جس پر چھ سپاہی مجھ پر ٹوٹ پڑے میری شلوار اُتار کر مجھے زمین پر لٹا دیا گیا۔ پولیس کے چار افراد نے میرا منہ فرش کی طرف موڑ کر میرے پاؤں اور بازوؤں کو پکڑا اور پوری طرح قابو میں کر لیا۔ پانچواں مجھ پر سوار ہو گیا۔ چھٹے نے چھتر کو پیٹھ سے مجھے پیٹنا شروع کر دیا۔ جس طرح کہ شدید مجرمین کو زدوکوب کیا جاتا ہے۔ میرے جسم کے اعضاء کو سپاہیوں نے اس شدت کے ساتھ جکڑ رکھا تھا۔ کہ مار پیٹ کے باوجود ان میں کوئی حرکت نہ ہوتی تھی۔ وہ مارتے رہے اور سارا وقت حضرت صاحب کو گالیاں دیتے رہے۔ میں نے قرآنی آیت پڑھنی شروع کر دی۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (۲:۲۵۱)

اے ہمارے رب ہمیں زیادہ سے زیادہ صبر کی توفیق عطا فرما اور ہمارے پاؤں کو ثبات دے اور کافر لوگوں کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔

جب ایذا دہی میری قوت برداشت سے تجاوز کر گئی تو میں نے پکارا۔ "اللہ۔ اللہ" اس پر پولیس والے مزید سیخ پا ہوئے۔ انہوں نے میرے جسم کو زور سے جھنجھوڑا اور بولے۔ ہے۔ تم تو کافر ہو۔ تم نے اللہ کا نام لینے کی جسارت کس طرح کی؟

(باقی آئندہ)

از مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ مشنری گلاسگو سکاٹ لینڈ

۲۶ رمئی کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن خدا تعالیٰ کے موعود مسیح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا وصال ہوا۔ اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت کا نظام عمل میں آیا۔ اور مومنین احمدیت نے بالاتفاق حضرت الحاج مولانا نورالدینؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین کے رنگ میں اپنا امام اور خلیفہ تسلیم کر لیا۔ جہاں یہ دن فرزندانِ احمدیت کے لئے انتہائی غم اور پریشانی کا دن تھا۔ خلافت کے قیام کے ساتھ ہی وہ غمگینی وہ پریشانی ایک خوشی کے رنگ میں بدل گئی۔ اور دوسری طرف جہاں دشمنان احمدیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کا دن انتہائی خوشی کا دن تھا۔ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ اب یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ اب اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ نیست و نابود ہو جائے گی۔ اور ناکامی کی راہ دیکھے گی۔ خلافت کے قیام کے ساتھ ہی ان کی یہ ساری اُمیدیں یہ ساری خوشیاں یہ جھوٹی تسلیاں دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئیں یہ داستان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت دہرائی گئی یہ کوئی نئی داستان نہیں تھی بلکہ یہی داستان حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک پر بھی دُہرائی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی

کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔"

سو آج سے بیاسی ۸۲ سال قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے حسب وعدہ آسمان سے دوسری قدرت کا نزول فرمایا۔ تا اس بیج کی جو خود اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں بویا گیا آبیاری کرتا چلا جائے اور وہ بیج بڑھتا اور پھولتا چلا جائے۔ آج تاریخ احمدیت اس بات کی گواہ ہے کہ جس ہاتھ نے بھی اس بیج کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ایک صدی پر محیط اس طویل عرصہ میں بے شمار ایسے مواقع آئے کہ احمدیت کو اس صفحہ ہستی سے مٹا دینے اور نیست و نابود کر دینے کی سر توڑ کوششیں کی گئیں لیکن زمانہ اس بات کا گواہ ہے ان دشمنان احمدیت کی ہر کوشش ہر منصوبہ ناکام و نامراد لوٹا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایسے موقع پر اپنے خلفاء کے ذریعہ پہلے سے بڑھ کر ترقیات عطا فرمائیں اور جماعت ایک نئے رنگ اور ولولہ کے ساتھ دنیا کے سامنے اُبھری۔ مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بات کہ

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"

ہر مخالفت کی آندھی کے وقت ایک معجزانہ رنگ میں پوری ہوئی۔ احمدیت کے باہر کی دنیا نے بھی اسے خوب محسوس کیا کہ خدا کے بندوں کے ساتھ ٹکر لینا آسان بات نہیں۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے خواہ کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے کہ احمدیت کو مٹانے کے لئے جتنے فتنے بھی اُٹھے خواہ وہ اندرونی تھے یا بیرونی تھے۔ خواہ وہ بانی سلسلہ احمدیہ کے وقت اُٹھے یا وہ خلافت قدرت ثانیہ کے دور میں اُبھرے

ان کا انجام اچھا نہ ہوا۔ لیکن احمدیت کی آواز پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ روئے ارض پر کوئی ایسی اہم جگہ باقی نہ رہی جس پر خدا کے موعود مسیح کی آواز نہ سُنائی دے رہی ہو۔

پس یہ جان لیں کہ خلافت کا قیام ہی اسلام کی ترقیات کا راز ہے۔ خلافت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ خلافت ایک تعویذ ہے۔ خلافت خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسی ہے۔ خلافت مومنوں کے لئے ان کے خدا کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

"آج ہمیں جماعت کو مٹانے کی یہ کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر اُبھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کر سکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت کے اوپر حملہ کرنے کا بھی خیال کر سکتے ہیں۔ اگلی نسلیں جو مخالفتیں دیکھیں گی وہ بڑی بڑی حکومتوں کے اجتماع کی مخالفتیں ہوں گی ...... یہ چھوٹی چھوٹی چند حکومتیں مل کر جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جو دنیا سے مانگ کر لیتی ہیں اور ہر چیز میں محتاجی رکھتی ہیں اور خدا نے جو تھوڑا بہت دیا ہے اسی پر تکبر کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ خدا کی جماعتوں سے ٹکر لینے کی سوچ رہی ہیں۔ پس یہ دور مٹنے والا دور ہے۔

آئندہ بھی مخالفت ضرور ہو گی اس سے کوئی انکار نہیں ہے کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل راستوں سے گزرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے وہ ایک دو ملکوں کا قصہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں بھی لکھ دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔

"جب کبھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چُنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چُنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافت اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۱۸)

پھر فرمایا:۔

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو ...... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہر کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی۔"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹/۷/۸۲ بر موقعہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

اعلانِ نکاح

عزیز مکرم مبشر احمد ابن مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل مرحوم کا نکاح امۃ الانیس بنت مکرم منیر احمد صاحب نجیب شیر صدر جماعت احمدیہ پونا کے ساتھ بعوض حق مہر پچیس ہزار روپے (۲۵۰۰۰/-) پر محترم محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے ۱۷ جولائی ۱۹۹۰ء بمقام پونا پڑھا۔ اس خوشی میں مکرم مبشر احمد صاحب نے اعانت بدر میں ۵۰/- روپے بھجوائے ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ رشتہ بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔

محمد ادریس احمدی یادگیر

تقریب رُخصتانہ

مورخہ ۲۲ اخاء (اکتوبر) ۱۹۹۰ء بروز سوموار بعد نماز عصر عزیزہ مسرت مبارکہ بنت مکرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان کی رُخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ (ان کا نکاح قبل ازیں مکرم جمیل احمد صاحب بھٹی ابن مکرم منیر احمد صاحب بھٹی مرحوم آف کلکتہ کے ساتھ ہو چکا تھا) بعدہٗ برات روانہ ہو کر مکرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان کے گھر گئی جہاں ان کی بچی کی تقریب رُخصتانہ پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ (۲):۔ مورخہ ۲۳ اخاء (اکتوبر) ۱۹۹۰ء بروز منگل کو بعد نماز عصر عزیزہ سیدہ خوشنودہ بیگم بنت مکرم سید بشیر الدین احمد صاحب قادیان کی رُخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ (جن کا نکاح قبل ازیں مکرم عقیل احمد صاحب بھٹی ابن مکرم چوہدری منیر احمد صاحب بھٹی مرحوم آف کلکتہ کے ساتھ ہو چکا تھا) چنانچہ مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اجتماعی دعا کروائی بعد ازاں برات مکرم سید بشیر الدین احمد صاحب کے مکان پر گئی۔ جہاں ان کی بچی کی تقریب رخصتانہ پر محترم امیر صاحب مقامی قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ احباب سے ہر دو رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

از محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثت ایسے دور میں ہوئی جس کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۱) کہ خشکی وتری پر فساد غالب تھا۔ اور دنیا کے ہر خطّے میں ابتری وخرابی، بدامنی وبے چینی روز افزوں تھی۔ تب اس ظلمت کدۂ عالم کو بُقعۂ نُور بنانے، مکارمِ اخلاق کی تکمیل اور صحیح انسانیت کے قیام کے لئے خالقِ ربّ العالمین نے انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل شریعت دیکر اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے مبعوث فرمایا۔ آپؐ کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۵) کہ آپؐ ایسے بزرگ اخلاق پر قائم ہیں کہ آپؐ کے اخلاق کی عظمتوں کو پانے سے انسان قاصر رہیں گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ قرار دیا ہے کہ آپؐ صرف اہلِ اسلام اور اُمّتِ محمّدیہ ہی کے لئے رحمت نہیں بلکہ پُوری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔

اپنوں سے تو عموماً انسان حُسنِ سلوک کرتا ہے لیکن غیروں سے بھی حُسنِ سلوک کرنا اخلاق کی عظمت اور قلب کی وسعت کی دلیل ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپؐ نے نہ صرف اپنے ماننے والوں ہی سے اعلیٰ اخلاق وحُسنِ سلوک کا مظاہرہ فرمایا بلکہ غیر مسلموں سے بھی محبت وشفقت، ہمدردی و رواداری، رحم وکرم، عفوو درگذر، عدل وانصاف اور مساوات کا سلوک فرمایا ہے نمونے کے طور پر چند مثالیں درجِ ذیل کی جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوّت کا دعویٰ فرمایا تو وہی لوگ جو آپؐ کے صدق و صفا اور امانت و دیانت کا دم بھرتے تھے اس قدر مخالف ہوگئے کہ انہوں نے آپؐ پر اور آپؐ کے ماننے والے مسلمانوں پر انتہائی دہشتناک مظالم ڈھائے۔ اور آپؐ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ایسے حالات میں ایک موقعہ پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے تو معزّز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ لیکن جب سے مسلمان ہوئے ہیں کمزور اور ناتواں ہو گئے ہیں اور ہم کو ذلیل ہو کر کفّار کے مظالم سہنے پڑتے ہیں۔ پس یا رسول اللہ! آپؐ ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کفّار کا مقابلہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا: اِنِّيْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا (نسائی) یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگذر کا حکم ہے پس مَیں تم کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

جب اہلِ مکّہ نے شدّت کے ساتھ آپؐ کے پیغام کو ردّ کر دیا اور آپؐ کی تبلیغ میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دی تو آپؐ مکّہ سے قریباً ساٹھ میل دُور شہر طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے بھی آپؐ کو نہایت حقارت سے دیکھا اور انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپؐ کے پیچھے کُتّے اور آوارہ و اوباش چھوکروں کو لگا دیا جنہوں نے بے دردی سے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سنگباری کرتے ہوئے شہر سے باہر کئی میل دور کی پہاڑیوں تک آپ کا پیچھا کیا۔ اس پتھراؤ سے ہمارے پیارے آقاؐ کی دونوں جوتیاں خون سے بھر گئی تھیں۔ لیکن رحمۃ للعالمینؐ کی رحمت کا یہ جوش ہے کہ آپؐ بار بار آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں کہ کہیں خُدا کا غضب ان پر نہ بھڑک اُٹھے۔ اور نہایت الحاح اور دردمندی سے دُعا کرتے جاتے ہیں کہ الٰہی! ان لوگوں کو معاف کر کہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ احادیث میں ذکر آتا ہے کہ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپؐ کے پاس بھیجا جس نے عرض کیا، اگر آپؐ حکم کریں تو دونوں پہاڑ جس کے درمیان طائف آباد ہے ملا کر بستی کو تباہ کر دوں، تو آپؐ نے نہایت مشفقانہ انداز میں جواب دیا نہیں، نہیں۔ انہی میں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "آپؐ نے کبھی کسی سے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ کسی نے احکامِ الٰہی اور فرمانِ خداوندی کی ہتک کی ہو۔" (بخاری باب الادب)

جنگِ اُحد کے موقعہ پر میدانِ جنگ میں آپؐ کا سر زخمی ہو گیا، چہرہ میں خود دھنس گئی، سامنے کے چار دانت شہید ہو گئے۔ اس تمام اذیت وتکلیف کے باوجود آپؐ کی زبانِ مبارک پر اُن غیر مسلم دشمنوں کے لئے یہی دُعا جاری ہوتی ہے کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے میرے ربّ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نادانی سے مخالفت کر رہے ہیں۔

سنہ ۹ ہجری کی بات ہے کہ آپؐ کی خدمت میں طائف شہر کا ایک وفد آیا۔ وہی طائف جس میں آپؐ پر اس قدر سنگباری کی گئی تھی کہ آپؐ کے پاؤں لہولہان ہو گئے تھے۔ وہی طائف کا شہر جس کے لوگوں نے غزوۂ طائف کے موقعہ پر اپنی پوری سنگدلی کا مظاہرہ کیا اور آپؐ پر زہر آلود تیروں کی بارش برسائی ــــ جب انہی لوگوں کا ایک وفد مدینہ پہنچتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس ان کی خاطر مدارات اور مہمان نوازی کے فرائض بجالاتے اور انہیں ہر قسم کا آرام وسہولت بہم پہنچاتے ہیں۔ اور انہیں مسجدِ نبوی میں عزت واحترام کے ساتھ ٹھہرانے کا انتظام کرتے ہیں۔ (ابو داؤد ذکر طائف)

جانی دُشمنوں سے حُسنِ سلوک اور اُن سے عفو کا ایک شاندار اور بے مثال نظارہ ہمیں اُسوۂ نبویؐ میں یہ نظر آتا ہے کہ جب ہجرت کے آٹھ سال بعد آپؐ شانِ فاتحانہ کے ساتھ مکّہ کی سرزمین میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سامنے وہ لوگ تھے جنہوں نے آپؐ پر ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی۔ لیکن آج اُن کی زبانیں گنگ اور سر خم تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ سے نظر ملا سکے۔ آپؐ چاہتے تو انہیں اُن کے جرموں کی پاداش میں تہِ تیغ کر سکتے تھے۔ لیکن آپؐ ان تمام خطرناک دُشمنوں کو بیک جنبشِ لسان معاف کرتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ جاؤ! تم آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی سختی اور سرزنش نہیں ہے۔ وہی ابو سفیان جو بڑھ بڑھ کر مدینہ پر حملہ آور ہوتا رہا آج نہایت شرمسار ہے لیکن آپؐ اُس سے بھی محبت سے پیش آتے ہیں اور اس کی دلداری کے لئے اعلان فرما دیتے ہیں کہ آج جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ ابوجہل جیسے اشد ترین معاندِ اسلام کے بیٹے عکرمہ کو جب اس کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی ہے تو آپؐ نہایت خوش خلقی سے فرماتے ہیں مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ (مشکوٰۃ کتاب الادب) یعنی اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو۔ اُسے بھی آپؐ معاف فرما دیتے ہیں۔

پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نمایاں اور بے مثال کردار ہے ؎

لیا ظُلم کا عفو سے انتقام!
عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ السَّلَام

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود شدید مذہبی اختلاف کے ہمیشہ غیر مسلموں کی تعلیمات، عقائد اور جذبات کا احترام کیا ہے۔ آپؐ نے سب سے پہلے آزادیٔ ضمیر کے حق میں آواز بلند فرمائی کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ: ۲۵۷) دین کے اختیار کرنے میں کسی پر کوئی جبر اور زبردستی نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی آپؐ نے یہ اصل بھی قائم فرمایا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کے نبی نہ گزرے ہوں۔ اس اعلان کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری اقوام و مذاہبِ عالم کے نبیوں کے تقدّس کو قبول فرمایا ہے۔ اِس لحاظ سے ہمیں فخر ہے کہ ہم ہر قوم کے نبیوں۔ رِشیوں مُنیوں اور اوتاروں کی عزّت اور احترام کرتے ہیں خواہ وہ مقدّس وجود ہندوستان کے ہوں چین کے ہوں۔ ایران کے ہوں یا کسی بھی مُلک کے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کے لئے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ غیر مذاہب کے اُن اُصولوں کو بھی بُرا مت کہو جن پر اُن کے مذہب کی بُنیاد ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اعلان فرمایا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۰۹) یعنی وہ چیزیں جنہیں دوسرے مذاہب والے عزّت وتوقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں، جیسے بُت وغیرہ، اُن کو بھی گالیاں مت دو۔ گو تمہارے نزدیک وہ چیزیں دُرست نہ ہوں۔ کیونکہ اِس طرح وہ لوگ بھی بغیر سوچے سمجھے تمہارے اصُولوں کو بُرا بھلا کہیں گے اور ضد میں آکر خُدا کو گالیاں دیں گے۔

مذہبی رواداری کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کس قدر فراخدلانہ تعلیم ہے کہ دوسرے مذاہب کے جو بزرگ تھے ان کے متعلق تو فرمایا کہ انہیں مان لو۔ اور جو چیزیں سچّی نہ تھیں اُن کے متعلق کہہ دیا کہ انہیں بُرا بھلا نہ کہو۔ اور یہ صرف نظریاتی بات ہی نہیں تھی بلکہ عملاً آپؐ نے غیر اقوام سے ایسی رواداری کا مظاہرہ بھی فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ لے جایا جارہا تھا۔ یہودیوں کے شدید معاندانہ رویّے کے باوجود آپؐ اس نعش کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہوئے۔ اور صدمے کے آثار آپؐ کے رُوئے مبارک پر عیاں ہو گئے۔ ایک صحابی نے تعجّب سے کہا: حضورؐ! یہ تو یہودی کی نعش ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ لیکن اس کی بھی جان تھی اور جان نکلنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔

ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا، آپ نے اُس وفد کو بطور اپنے مہمان کے مسجد نبویؐ میں ٹھیرایا۔ جب بات چیت کے دوران اُن کی عبادت کا وقت آیا تو چاروں طرف بے ڈھنگ تجسس کی نگاہیں دوڑانے لگے کہ اپنے لئے گرجا کرنے کی کوئی موزوں جگہ ڈھونڈیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر نہایت خندہ پیشانی سے مسجد ہی میں ان کو عبادت کرنے کی اجازت دے دی۔ کس قدر بے مثال اور عظیم الشان ہے آپؐ کی یہ رواداری۔ اخلاقِ محمدیؐ کا یہ نمونہ دیکھئے اور دوسری طرف نام نہاد مسلمانوں کا طرزِ عمل دیکھئے کہ پاکستان میں اپنے ہی ہم مذہب احمدیوں کو عام مسلمان کجا یہ کر اپنی مسجدوں میں اسلامی طریق کے مطابق نمازیں ادا کرنے دیں، اُلٹا احمدیوں کو ان کی اپنی ہی مساجد کو مساجد کہنے ان میں اذان دینے پر بھی پابندی لگادی گئی ہے اور احمدی مساجد کو ویران اور مسمار کر دینے کی پُوری کوشش کی جا رہی ہے۔

سیدنا حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں سے رواداری اور فراخدلی کے سلوک کے ساتھ ساتھ اُن سے خوشگوار تعلقات بنائے رکھنے کے لئے معاہدات بھی فرمائے اور ان کو ایسا نبھایا کہ اس کی نظیر دنیوی بادشاہوں میں تو ہرگز نہیں ملتی۔ آپؐ نے ہجرت کے بعد مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیوں سے ایک معاہدہ طے فرمایا جس کے تحت شہر کے امن اور اس کے مختلف الاقوام باشندوں کی حفاظت اور بہبودی کا انتظام عمل میں آیا۔ اور اس منظم حکومت کے سربراہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار پائے اور آپؐ نے اخیر عمر تک اس معاہدۂ امن کو قائم رکھا۔ یہ اَور بات ہے کہ خود یہودیوں نے اس معاہدہ کی بارہا خلاف ورزی کی۔

ایک مرتبہ ابو رافع نامی ایک غلام حالتِ کُفر میں قریشِ مکہ کا سفیر بن کر مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ یہاں آنے کے بعد اس پر حضورؐ کی صداقت آشکار ہوگئی۔ اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! اب میں کبھی کافروں کے پاس لوٹ کر نہ جاؤں گا۔ حضورؐ نے فرمایا: نہ میں عہد شکنی کر سکتا ہوں اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں۔ تم اس وقت واپس جاؤ۔ اگر وہاں پہنچ کر بھی تمہارے دل کی یہی کیفیت رہی تو آجانا۔ (ابوداؤد باب الوفاء بالعہد) چنانچہ ابو رافع اس وقت چلا گیا۔

صُلح حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ ابھی شرائط نامہ تحریر کیا ہی جا رہا تھا کہ قریشِ مکہ کے سفیر سُہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل پابہ زنجیر اہلِ مکہ کی قید سے بھاگ کر آگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ محض اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اُس پر سختیاں کی جا رہی ہیں۔ اس دردناک منظر کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ تڑپ اُٹھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھے جا رہے معاہدہ کی اِس شرط کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ "مکہ سے جو مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا وہ اہلِ مکہ کے مطالبہ پر واپس کر دیا جائے گا" ابوجندل سے مخاطب ہو کر فرمایا: اَے ابوجندل! صبر کرو۔ ہم بدعہدی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے لئے کوئی راستہ نکالے گا۔ (بخاری کتاب الشروط)

جنگِ بدر کے موقعہ پر جبکہ ۳۱۳ بے سرو سامان مسلمانوں کا ایک ہزار سامانِ حرب سے لیس کفار کے ساتھ مقابلہ تھا ایسی نازک حالت میں دو مسلمان ابوحذیفہ بن یمان اور ایک اَور صحابی مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے اُس معاہدہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ہمیں آپؐ کے پاس آنے کی اس شرط کے ساتھ اجازت ملی ہے کہ جنگ میں ہم آپؐ کا ساتھ نہ دیں۔ یہ سُن کر آپؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنْصَرِفَا۔ نَفِيْ لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسلم باب الوفاء بالعہد) تم واپس جاؤ، ہم ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدائے عزّ وجل کی مدد درکار ہے وبس۔

غور کا مقام ہے کہ سخت نازک اور اشد ضرورت کے وقت دو ایسے آدمی آپؐ کو ملتے ہیں جو تجربہ کار سپاہی ہونے کی وجہ سے آپؐ کے لئے نہایت کار آمد ہیں۔ مگر آپؐ انہیں جنگ میں شامل ہونے سے روک دیتے ہیں تاکہ ان کا عہد قائم رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد خواہ اپنے سے ہو یا غیر سے کس طرح آپؐ اس کی پابندی کراتے تھے۔ حتیٰ کہ جو دشمن جنگ کر رہا ہو اُس کے عہد کو بھی پُورا کراتے تھے۔

غیر مسلموں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ سلوک کا ایک اَور روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپؐ نے غیروں سے بھی عدل و انصاف کرنے کی تعلیم دی کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ: ۹) یعنی کسی قوم کی دُشمنی تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کرے بلکہ اُن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کرو۔ کیونکہ یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ جنگِ بدر کے بعد جب ستّر کفار قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان سب کو رسّیوں سے جکڑ دیا گیا۔ رات کو حضرت عباسؓ کے کراہنے کی آوازیں سُن کر آنحضرتؐ بیقرار ہو کر کروٹیں بدل رہے تھے۔ صحابہ نے حضورؐ کی بے چینی دیکھ کر عباسؓ کے بندھن ڈھیلے کر دیئے۔ جب حضورؐ کو اس کا علم ہُوا تو فرمایا، میرے چچا ہونے کی وجہ سے عباسؓ سے کوئی امتیازی سلوک نہ ہوگا۔ یا تو سب قیدیوں کی رسّیاں ڈھیلی کر دو، یا پھر عباسؓ کے بندھن بھی کس دو۔ چنانچہ سبھی قیدیوں کی رسّیاں ڈھیلی کر دی گئیں۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کے اعلیٰ اخلاق کا بھی احترام فرمایا ہے۔ ایک جنگ میں حاتم طائی کی لڑکی اور اس کا قبیلہ گرفتار ہو کر آئے۔ اس لڑکی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا باپ بڑا سخی تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا تھا۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ ننگوں کو کپڑے پہناتا تھا۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرتا تھا۔ لہذا آپ ہم کو رہا کر دیں۔ اور دوسرے قبیلوں کو ہم پر نہ ہنسوائیں۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا کہ تیرا باپ نیک اخلاق رکھتا تھا۔ اور خدا بھی اچھے اخلاق کو دوست رکھتا ہے۔ پس جاؤ تم کو رہا کیا۔

ایک دفعہ ایک شدید مخالف ابوبصرہ مدینہ آکر آپ کا مہمان ہُوا۔ اور شرارتاً اُس نے آپ کی تمام بکریوں کا دُودھ پی لیا اور آپؐ کے لئے کچھ نہ چھوڑا جس کی وجہ سے آپؐ کو اور آپؐ کے اہلِ بیت کو بھوکا رہنا پڑا۔ لیکن آپؐ بدستور اُس کی مہمان نوازی میں لگے رہے اور اپنی تکلیف کا قطعاً اظہار نہ فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شدید ترین مخالف کو بھی یہ یقین ہوتا تھا کہ اُس کی تمام گستاخیوں کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے ساتھ شفقت و رحمت کا سلوک فرمائیں گے۔ اس بات کا اُس مخالف غیر مسلم پر یہ اثر ہُوا کہ وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔

مکہ میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا۔ اور حالت اس قدر خراب ہوگئی کہ لوگ بھوکوں مرنے لگے اور مُردار حیوانوں کے چمڑے وغیرہ کھا کر گزارہ کرنے لگے۔ اُس وقت حضورؐ کا جانی دُشمن ابن حرب آپؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں کو رحم اور حُسنِ سلوک کی تعلیم دیتے ہیں مگر آپؐ کی قوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ آپؐ دُعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ مینہ برسائے اور یہ قحط دُور ہو۔ آپؐ نے اسی وقت بارگاہِ ربّ العزت میں دُعا فرمائی جس کے نتیجہ میں خوب بارش ہوئی اور ملک قحط کی مصیبت سے بچ گیا۔ اس موقعہ پر حضورؐ نے اُن قحط زدوں کی مالی امداد بھی فرمائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے یہ وہ حُسنِ سلوک ہے کہ جس سے متأثر ہو کر ہندوستان کے عظیم لیڈر گاندھی جی نے ہندو بھائیوں کو یہ نصیحت کی کہ:-

"اسلام سچا مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں۔ وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کریں گے جس طرح کہ میں کرتا ہوں۔ اگر ہندو اپنی حالت درست کرلیں تو مجھے یقین ہے کہ اسلام ایسے مناظر پیش کرے گا جو اُس کی قدیم فراخدلی کی روایات کے شایانِ شان ہوں گے۔"

(اخبار سیاست ۹ر جون ۱۹۲۴ء)

اِس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے انسانی مساوات کو دُنیا میں قائم فرمایا۔ آج یورپ اور دیگر متمدن ممالک نے جمہوریت اور اُس کے اُصولِ ثلاثہ یعنی EQUALITY, FRATERNITY & BROTHERHOOD کو جو رواج دینے کی کوشش کی ہے اور آج ادارہ اقوامِ متحدہ کو جو یہ قانون بنانے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ سب انسانوں میں مساوات تسلیم کی جاتی ہے تو یہ سب دراصل اُسی انقلاب کا شاخسانہ ہے جو چودہ سَو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ برپا ہُوا۔ آپؐ نے تمام قومی اور نسلی امتیازات کو مٹا کر انسانی مساوات کو قائم کیا ہے اور قرآنی الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ انسانی معاشرہ میں جو مختلف قبائل اور خاندان نظر آتے ہیں یہ تو محض آپس میں شناخت کے لئے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت اور تعظیم کے لائق وہی لوگ ہیں جو سب سے زیادہ نیک ہوں۔ (الحجرات: ۱۴) اِس اعلان کے ذریعہ آپ نے سب اقوامِ عالَم کو بلا استثناء و بلا امتیاز ایک لیول پر کھڑا کر دیا۔ اور مُسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مُسلموں کا احترام بھی قائم کر دیا جو درحقیقت تمام بنی نوعِ انسان پر آپؐ کا ایک عظیم الشان اِحسان ہے کہ تمدّنی اور قومی ہر لحاظ سے آپؐ نے سب انسانوں میں مساوات قائم فرمادی۔ اور موجودہ دَور میں قیامِ امن کے لئے اِس اُصول کو اپنائے بغیر چارہ نہیں جس سے ہندو سماج بھی متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا۔ جناب پنڈت جواہر لال نہرو نے اس تعلق میں اس طرح اظہارِ خیال فرمایا ہے کہ:-

"اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے ان خرابیوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہوگئی تھیں یعنی ذاتوں کی تفریق، چھُوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکار کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریے اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا خصوصًا وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حقوق سے محروم تھے اِس سے بہت متاثر ہوئے۔"

(تلاشِ ہند صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

"امن است در مکان محبت سرائے ما"

قادیان دارالامان کے مقاماتِ مقدسہ

از مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری) نائب ناظر دعوة و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور عالمگیر غلبہ کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر ملک ہند کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ایک قصبہ قادیان میں مبعوث فرمایا۔ اسی پاک بستی میں ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ ہجری مطابق ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعۃ المبارک آپ کی پیدائش ہوئی۔ یہیں سے آپ نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی بنیاد رکھی اور کامیاب و بامراد زندگی گزار کر ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اسی مقدس سرزمین کے بہشتی مقبرہ میں آپ کی آخری آرامگاہ ہے۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک اسلام کے اولین اور ابدالآباد تک قائم رہنے والے مقدس مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں جن کی عظمت، حرمت اور تقدس اور ان کے شعائر اللہ ہونے پر ہر احمدی کو پورا ایمان اور یقین ہے اس لئے جس احمدی کو بھی توفیق ملتی ہے وہ کعبۃ اللہ شریف کا حج یا عمرہ کرتا ہے جو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

اس کے بعد چونکہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جنہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچایا ہے اور آپ کی بیعت کرنے کا تاکیدی ارشاد فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے احیاء و غلبہ اسلام کے لئے اپنے الہام اور کلام سے مشرف کرکے مامور فرمایا ہے، اس لئے وہ پاک مقامات جن میں خدا کا پیارا مسیح چلا پھرا اور زندگی کے شب و روز اس رنگ میں گزارے کہ کسی جگہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ و مخاطبہ نصیب ہوا۔ کسی جگہ خدا کے نشانات و معجزات ظاہر ہوئے۔ کسی جگہ روح القدس کی تائید سے اسلام کے حق میں تالیف و تصنیف کا جہاد فرمایا۔ کسی جگہ کئی کئی ماہ روزے رکھے اور رؤیا و کشوف سے سرفراز کئے گئے۔ اور کسی جگہ غلبہ اسلام کے لئے خلوت کی دعائیں کیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ظاہر ہے اس لحاظ سے یہ مقامات شعائر اللہ کا رنگ رکھتے ہیں اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔

(سورۃ حج آیت ۳۳)

کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے یہ امر اس کے دل کے تقویٰ پر دلالت کرتا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ ایمان اور اعتقاد کا تعلق دل ہی سے ہوتا ہے۔ ورنہ اُن دلوں کے لئے جو ایمان و اعتقاد سے خالی ہیں، اس دور افتادہ معمولی قصبہ میں دُنیاوی لحاظ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں البتہ جس کے دل میں تقویٰ ہے خواہ وہ ابھی معتقد نہ بھی ہوا ہو خدا کے پیار کی خوشبو اور ایک سکون اور اطمینان کی کیفیت کو محسوس کرے گا۔ اور جو اس امام الزمان پر ایمان لے آتا ہے اُس کے لئے یہ مقامات شعائر اللہ بن جاتے ہیں اور ان کی عظمت اور تقدس کا خیال رکھنا اُس کے ایمانیات کی جزو بن جاتا ہے ـــــ اور اب تو یہ گمنام بستی جس سے آج سے سو سال قبل پنجاب کے لوگ بھی واقف نہ تھے آج دُنیا کے 124 ممالک میں اس پاک بستی کا چرچا ہے۔ دور دراز سے ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر زائرین یہاں آتے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد، اس غرض کے پیش نظر کہ مختلف وقتوں میں افراد جماعت اور غیر از جماعت واردین و صادرین کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اُن کی واقفیت کے لئے ان مقامات مقدسہ کا مختصر تعارف ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

قادیان دارالامان کی عظمت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

• ۔ "یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۰)

• ۔ "ضروری ہوگا کہ مقام (ہیڈ کوارٹر) انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۲۵)

• ۔۔۔ "جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ کہ تمنا دل میں نہیں رکھتا اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۰)

قادیان میں رہائش کی غرض کیا ہونی چاہیئے۔

ایک مرتبہ کسی دوست نے عرض کی کہ وہ تجارت کے لئے قادیان آنا چاہتا ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہیئے۔ اصل نیت یہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں۔ اصل مقصد دین ہو، نہ دُنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے اور شہر موزوں نہیں۔ یہاں آنے کا اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہونی چاہیئے۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جائے وہ خدا کا فضل سمجھو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۶۱ و صفحہ ۲۶۲)

مسجد مبارک (بیت الذکر)

اس مسجد کی ابتدائی تعمیر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۳ء میں کروائی تھی۔ پھر جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۱۹۰۷ء میں اس کی پہلی اور ۱۹۱۴ء میں دوسری توسیع عمل میں آئی اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۱۹۴۴ء میں تیسری مرتبہ اس کی توسیع ہوئی۔ اس طرح یہ مسجد پہلے کی نسبت دُوگنی سے بھی زیادہ وسیع ہو گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۶۲۶)

اس مسجد کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کو ملنے والی بشارات میں سے ایک اہم بشارت ان الفاظ میں ملی:۔

"مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ۔"

یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم و ازالہ اوہام حصہ دوم)

"بیت الفکر"

مسجد مبارک سے ملحق یہ وہ مبارک کمرہ ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ابتدائی ایام میں تالیف و تصنیف کے کام میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جہاں آپ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی ـــــ اس کمرہ کی نسبت اور مسجد مبارک جس کو "بیت الذکر" کے نام سے یاد کیا گیا ہے کے بارہ میں حضور علیہ السلام کو ۱۸۸۳ء میں مندرجہ ذیل الفاظ میں الہام ہوا:۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ سُهُوْلَةً فِىْ كُلِّ اَمْرٍ بَيْتُ الْفِكْرِ وَ بَيْتُ الذِّكْرِ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔

کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص و قصد تعبد و صحت نیت و حسن ایمان داخل ہوگا وہ سوء خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

بیت الدُّعاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی خلوت کی دعاؤں کے لئے ۲۳ر مارچ ۱۹۰۳ء کو یہ حجرہ جس کا نام آپ نے "بیت الدعا" تجویز فرمایا، تیار کروایا اور اس کی نسبت خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس مسجد البیت، بیت الدعا کو امن و سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ و براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بناوے۔"

(ذکر حبیب مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۲۰۱)

سُرخی کے چھینٹوں والے نشان والا کمرہ

مسجد مبارک سے ملحق یہ وہ مبارک حجرہ ہے جس میں ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۰ر جولائی ۱۸۸۵ء بروز جمعۃ المبارک نماز فجر کے بعد جبکہ حضور علیہ السلام استراحت فرما رہے تھے اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری

سنوری رضؓ حضورؑ کی خدمت میں حاضر تھے، سُرخی کے چھینٹوں والا نشان ظاہر ہُوا۔ یہ کشفی نظارہ جو خدائے قادرِ مطلق کے قادرانہ تصرف سے خارجی صورت پکڑ گیا۔ اس کی تفصیل کتاب سُرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔

بیتُ الرّیاضت

اس کمرہ میں جو مردانہ نشست گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا، حضور علیہ السلام نے اواخر ۱۸۷۵ء میں آٹھ نو ماہ تک مسلسل مخفیہ روزے رکھے جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب ولطیف مکاشفات سے سرفراز فرمایا اور گزشتہ انبیاء و اولیاء اُمت کی ملاقات کے علاوہ عین بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔

(کتاب البریّہ)

مسجد اقصیٰ

یہ وہ مسجد ہے جس کے گنبدوں والا حصہ مع اپنے محدود صحن کے حضور علیہ السلام کے والدِ ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے اپنی وفات سے قریباً چھ ماہ قبل تعمیر کروایا۔ ازاں بعد حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک ۱۹۰۰ء میں اس کی توسیع اوّل، خلافتِ اولیٰ میں توسیعِ ثانی اور خلافتِ ثانیہ میں توسیعِ ثالث عمل میں آئی۔ پنجوقتہ نمازوں کے التزام کے علاوہ نمازِ جمعہ بھی اسی مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔

مقامِ خُطبہ الہامیہ

مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصے میں وہ متبرک جگہ بھی ہے جہاں ۱۱ر اپریل ۱۹۰۰ء کو عید الاضحیہ کے موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اعلامِ الٰہی کے تحت فی البدیہہ فصیح و بلیغ عربی خطبہ دیا۔ جو خطبہ الہامیہ کہلاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو اُسی وقت آسمانی انوار و برکات کے مہبط و مورد تھے آپ کے اندر اس وقت غیبی طاقت کام کر رہی تھی جیسا کہ آپؑ نے بعد ازاں بتایا کہ آپؑ یہ امتیاز نہیں کر سکتے تھے کہ میں بول رہا ہوں یا میری زبان سے فرشتہ کلام کر رہا ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس کلام میں آپ کا دخل نہیں خود بخود برجستہ فقرے آپؑ کی زبان پر جاری ہوتے تھے۔ بعض اوقات الفاظ لکھے ہوئے بھی نظر آ جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ ایک نشان تھا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۲ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۹۱ تا ۱۲)

منارۃ المسیح

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"اِذَا بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ۔" (صحیح مسلم)

کہ جب اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا تو وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی جانب اُترے گا

اس پیشگوئی کے اصل معنے تو اور ہیں۔ یعنی یہ کہ مسیح موعودؑ کا نزول ایسے دلائل کے ساتھ ہوگا جو دودھ کی سفیدی کی طرح بے عیب ہوں گے اور ان کی روشنی دُور دُور تک نظر آئے گی۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ جہاں تک ممکن اور جائز ہو ہر پیشگوئی کو ظاہر میں بھی پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے ــــ

چنانچہ حضور علیہ السلام نے بارشادِ الٰہی اور بمطابق منشاء حدیث نبویؐ ۱۳ر ذوالحجہ ۱۳۲۰ھ ہجری بمطابق ۱۳ر مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعۃ المبارک اس مینار کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ مگر مالی گنجائش نہ ہونے کے باعث اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔ پھر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۷ر نومبر ۱۹۱۴ء کو اپنے دستِ مبارک سے اینٹ رکھ کر دوبارہ کام شروع کروایا۔ جو ابتداء ۱۹۱۶ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ۱۹۳۳ء میں ٹاور کلاک نصب کیا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں چار جہات میں چھوٹی اور بڑی طاقت کے دو دو قمقمے لگائے گئے۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں بتقریب خلافت جوبلی سنگِ سُرخ کا پلستر کروایا گیا۔ ۱۹۸۰-۸۱ء میں حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر یہ پلستر اُکھڑوا کر سنگِ مرمر کے سلیب لگوائے گئے۔ یہ منارہ، مسجد اقصیٰ کے صحن میں واقع ہے۔

بہشتی مقبرہ

حضور علیہ السلام نے باذنِ الٰہی ایک قبرستان کو قائم فرمایا اور بمطابق وحیٔ الٰہی اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا۔ اس میں تدفین کے لئے تقویٰ و طہارت کے علاوہ اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی آمد اور جائیداد کے کم از کم دسویں حصہ کی قربانی بھی لازمی قرار دیا۔ اس بہشتی مقبرہ کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے بہت دُعائیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان کے بارہ میں بشارت عطا فرمائی کہ "اُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ کہ ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔" (الوصیت)

اسی مقبرہ بہشتی میں حضور علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ۔ خاندان حضرت اقدس کے متعدد افراد اور آپؑ کے صحابہ کرامؓ اور دیگر موصیان و موصیات کی قبریں ہیں۔ زائرین یہاں آ کر نہایت عقیدت کے ساتھ حضور اقدس علیہ السلام کے مزار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؑ پر درود و سلام بھیجتے اور حضورؑ کے مشن کی کامیابی کے لئے دُعا کرتے ہیں۔

"الدّار"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات کو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے طاعون کے زمانہ میں "اِنِّيْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ" کی بشارت عطا فرمائی، دار المسیح بھی کہتے ہیں ـــــ ان میں وہ مقدس کمرے ہیں جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیدائش ہوئی۔ اسی طرح بیت الریاضت۔ بیت الدعا۔ بیت الفکر بھی اسی "الدار" کے احاطہ میں ہیں۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انہی مقدس مکانات میں اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف فرمایا اور مسیح اور مہدی کے منصب پر فائز ہونے کے متعلق اپنے الہامات سے نوازا۔ انہی مبارک جگہوں پر حضور علیہ السلام نے ۸۰ سے زائد کتب تصنیف فرما کر احیاءِ اسلام اور خدمتِ قرآن کا حق ادا کیا۔ اسی مبارک الدار کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت بھی عطا فرمائی کہ

"امن است در مکان محبت سرائے ما"

(الہامی مصرعہ۔ تذکرہ صفحہ ۵۹۲ طبع اوّل)

ترجمہ :-

جلسہ سالانہ

پھر اس مقدس مقام کی ایک اور بارونق اور رُوحانی لذتوں سے بھرپور تقریب جلسہ سالانہ کا انعقاد ہے۔ جس کی بنیاد باعلامِ الٰہی، حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں ڈالی۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال یہاں ماہِ دسمبر کے تیسرے عشرے میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے جس میں ہندوستان کے اطراف سے نیز بیرونی ممالک سے بھی وفود شرکت کرتے ہیں اور جلسہ سالانہ کی روحانی برکات کے ساتھ ساتھ مقاماتِ مقدسہ کی برکات سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اس جلسہ سالانہ کی عظمت و افادیت کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

" اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے اُس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

جلسہ سالانہ پر نہ آنیوالوں پر اظہارِ افسوس

دسمبر ۱۸۹۶ء کے جلسہ سالانہ پر بہت کم لوگ آئے۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اظہارِ افسوس کیا اور فرمایا :-

" ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اُکتائیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۵۵)

شعائرُ اللہ کی آبادی اور خدمت

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے شعائر اللہ کی آبادی اور خدمت کی غرض سے ۳۱۳ درویشوں کو قادیان دار الامان میں ٹھہرایا تھا۔ بعد میں خدمت کی غرض سے بعض اور فیملیاں بھی آ کر آباد ہوئیں۔ اب یہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑی تعداد میں احمدی افراد بود و باش رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ساکنین قادیان کو ان شعائر اللہ کی عظمت و تقدس کا ہر طرح خیال رکھنے اور ان کی خدمت اور حفاظت کے ضمن میں عائد ذمہ داریوں سے بأحسن طریق عہدہ برآ ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ اور باہر سے تشریف لانیوالے زائرین کو بار بار ان مقامات کی زیارت اور ان کے فیوض و برکات سے ہر طرح مستفید ہوتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ✮

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی ذات اور پیشگوئیوں

(پر)

اعتراضات کے جوابات

از مکرم مولانا محمد حمید کوثر مبلغ جماعت احمدیہ

دوران سال ہندوستان کے بعض اخبارات نے اپنی سابقہ روش پر چلتے ہوئے "جماعت احمدیہ" پر شدید اعتراضات والزامات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بعض نام نہاد علماء اور صحافیوں نے تو اس میدان کذب و افترا میں اتنی پیش قدمی کی کہ جرمنی کے کذاب گوبلز کو بھی مات کر گئے۔ اور شاید یہ نام نہاد علماء اور صحافی اپنے پیشوا گوبلز کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی جھوٹ کو بار بار تکرار کے ساتھ لکھا جائے تو شاید کسی روز دنیا والے اُسے سچ سمجھ لیں گے۔ ان نام نہاد علماء اور صحافیوں کی مذموم کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے جماعت احمدیہ بھی ان کے فرسودہ اور گھسے پٹے اعتراضات کے جوابات بار بار شائع کرنے پر مجبور ہے ورنہ عقلمند تو ایک بار معقول جواب پڑھ کر سمجھ جاتا ہے اگر ان کا مقصد سستی سوقیانہ شہرت حاصل کرنا ہو تو جماعت احمدیہ معترضین کے اس خواب کو بھی کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہونے دے گی۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السّلام کی ذات اور پیشگوئیوں پر اعتراضات کا سلسلہ ایک صدی سے جاری ہے، اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر تمام انبیاء و مجددین یا اولیاء امت کی تاریخ پر غور کیا جائے تو کسی نبی۔ یا مجدد یا ولی کو یہ نہیں کہا گیا۔ "آئیے اھلاً وسھلاً" ہم آپ ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ ہم آپ پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ ہر آنے والے نبی مجدد ولی نے ہمیشہ مخالفانہ معاندانہ و معترضانہ آوازیں ہی سنیں۔ کذاب، مفتری، ساحر کافر کہہ کر ہی اُن میں سے ہر ایک کا اس کے ہمعصروں نے استقبال کیا قرآن کریم اس کا اعتراف و اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (الحجر ۱۲) اور جو رسول بھی اُن کے پاس آتا تھا۔ وہ اس کی ہنسی اڑاتے تھے۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ ایوب وغیرہم علیہم السّلام کی تاریخ پڑھ لیجئے سب کے ساتھ یہی مخالفانہ سلوک ہوا اور پھر ہمارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کر لیجئے جس روز سے آپ نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ اس روز سے عداوت، مخالفت اعتراضات۔ دشنام طرازی سنگ باری کا جو سلسلہ جاری ہوا ہے وہ آج تک بند ہی نہیں ہو رہا۔ اس اعلان سے پہلے مکہ میں سب سے زیادہ ایمان دار سمجھا جانے والا "امین" سب سے بڑا کذّاب و مفتری و مجنون بن گیا، جس کو بعض مخالفین دیکھنا بھی نہ چاہتے تھے اس کے بعد اولیاء امت کو لے لیجئے انہوں نے بھی بے شمار دکھ اٹھائے۔ اُن کی شخصیات اَن گنت اعتراضات کا نشانہ بنی رہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے بھی کوئی ظلم و تعدی سے نہ بچا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو جاہل۔ بدعتی۔ زندیق۔ کافر کا لقب دیا گیا۔ اور آخر قید خانہ ہی میں زہر دے دیا گیا۔ حضرت ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی کو "افتن من ابلیس" (ابلیس سے زیادہ خطرناک) کہا گیا۔ حضرت امام کو ۲۵ سال تک جمعہ و جماعت سے روکا گیا حضرت امام بخاری وطن سے نکالے گئے۔ شیخ محی الدین عربی کے بارے میں کہا گیا "ان کفرہ اشد من کفر الیھود و النصاری وقالوا من شک فی کفر طائفۃ ابن العربی فھو کافر" یعنی محی الدین ابن عربی کا کفر یہود اور نصاریٰ کے کفر سے بھی زیادہ شدید ہے اور جو محی الدین عربی کی جماعت کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت میرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ علیہ السّلام جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے مطابق عصر حاضر میں مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا وہ مخالفین اور معاندین کے اعتراضات کا نشانہ نہ بنتے؟ اعتراضات اور مخالفت کا طوفان برپا ہو گیا، جو کسی طرح رکنے میں نہیں آ رہا تھا۔ ایک سال قبل امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ان اعتراضات کا آخری جواب ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو بذریعہ مباہلہ دے دیا گیا تھا۔ اور جماعت احمدیہ کے تمام معاندین کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ آؤ قرآن کریم کے بیان کردہ طریق مباہلہ کو اختیار کرتے ہوئے ایک سال کی مسنون میعاد کے ساتھ مباہلہ کو قبول کرو۔ ایک سال تک اس اعلان مباہلہ کی تشہیر کی جاتی رہی اور اُسے قبول کرنے کی ترغیب دلائی جاتی رہی۔ مگر مخالفین احمدیت مختلف حیلے اور بہانے بنا کر قبولیت مباہلہ سے گریز کرتے رہے۔ مگر دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادات نے ہزار بار یہ ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ حق پر ہے، معاندین کی بار بار کی ذلت، اور عصر حاضر کے فرعون کی ہلاکت انہیں سمجھا دی رہی کہ تم جھوٹے ہو تقویٰ اور [illegible] دارد) کا تقاضہ تو یہ تھا کہ اس [illegible] کے بعد، اور اس کے نتائج [illegible] کرنے کے بعد فرسودہ اعتراضات کا سلسلہ بند ہو جاتا، مگر برا ہو تعصب کا، تعصب ان کی نئی ترقی کرتا ہی رہے گا۔ احمدیت کی کھیتی کی لہلہاہٹ ان کے غیظ کی آگ کو بڑھاتی ہی رہے گی۔ ہمارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت سورج کی طرح روشن ہے۔ مگر معاندِ اسلام آج تک اُس روشنی کو اپنے تعصب کی غبار و دھول سے دھندلانے کی کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد اُن اعتراضات کا اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے جو کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی ذات پر یا آپ کی پیشگوئیوں پر کئے گئے

حضرت بانی جماعت پر خدائی کا دعویٰ کرنے کا باطل الزام

معاندین احمدیت "عوام" کو گمراہ کرنے کے لئے سب سے بڑا الزام حضرت بانی جماعت پر یہ عائد کرتے ہیں کہ آپ نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ یہ الزام بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقت سے اس کا دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ غلط نتیجہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ایک خواب سے نکالا گیا ہے۔ اور جیسا کہ معروف ہے کہ خواب تعبیر طلب ہوتی ہے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی خوابیں دیکھیں اور ان کی تعبیر فرمائی۔ اسی طرح حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السّلام نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا جس کا ذکر حضورؑ کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

"رأیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت انّنی ھو ...."

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام)

تعبیر بھی خود ہی بیان فرمادی: "ما نعنی بذالک ما ھو مذھب الحلولیین بل ھذہ الواقعۃ توافق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی بذالک حدیث البخاری فی بیان مرتبۃ قرب النوافل لعباد اللہ الصالحین"

یعنی ہم اس واقعہ سے وہ مراد نہیں لیتے جو وحدت الوجود ماننے والوں کی کتابوں میں مراد لیا جاتا ہے۔ اور نہ اس واقعہ کو حلول کے قائل لوگوں کے مذہب کے مطابق مانتے ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ہے۔ میری مراد اس سے بخاری کی وہ حدیث ہے جو کہ خدا کے نیک بندوں کے لئے قرب نوافل کے مرتبہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی اس اپنی بیان کردہ تعبیر کے بعد وہ حدیث قدسی تحریر ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"نفل گزار بندہ میرے قریب ہی ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں، تب میں کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا یعنی اس کے کان آنکھیں ہاتھ۔ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا دیکھتا پکڑتا اور چلتا ہے۔"

(صحیح بخاری کتاب [illegible])

اب معترضین کے لئے یہ جواب ہے کہ [illegible] میں درج اس حدیث قدسی کا [illegible] مفہوم [illegible] لوگ۔ اخذ کریں گے وہی مفہوم حضرت بانی جماعت احمدیہ کے اس کشف اور اس کی نوعیت کے دوسرے مجازی و استعارہ والے الہامات کا سمجھ لیں۔ اگر یہ حدیث مقام [illegible] کی تفسیر ہے تو یہ کشف۔ اور اسی [illegible] کے دوسرے الہامات بھی مقام فنا سے متعلق ہیں۔ اگر یہ حدیث مجاز و استعارہ کے صورت میں ہے تو بانی جماعت احمدیہ کے اس قسم کے کشوف و الہامات مجاز کے رنگ میں رنگین ہیں۔ فما جوابکم فھو جوابنا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال ۸)

جب تو نے پتھر پھینکے تو تو نے نہیں اللہ نے پھینکے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (فتح ۱۱)

وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

ان آیات کو پڑھنے کے بعد کسی معترض کے وہم و گمان میں یہ نہیں آتا کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم "خدا" ہو گئے لیکن جب بانی جماعت احمدیہ کے الہامات میں اس قسم کے مجازی الہامات یا کشوف کا ذکر آتا ہے تو معترضین کے بیمار اذہان فوراً یہ مزعومہ پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا (نعوذ باللہ) ایں چہ بوالعجبی است۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے خود اپنے مذہب کا خلاصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۳۷)

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے اس صریح اقرار کے بعد کسی معترض کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ آپ کی طرف وہ اتہام منسوب کرے جو آپ کی طرف کسی بھی طرح منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے کس قسم کا دعویٰ نبوت فرمایا

دوسرا بڑا الزام جو حضرت بانی جماعت احمدیہ پر عائد کیا گیا ہے، وہ یہ کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس الزام کی وضاحت و تردید کے لئے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ایسی کسی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دے، جماعت احمدیہ کی طرف سے ہزاروں صفحات پر لٹریچر شائع کیا جا چکا ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا اور کس قسم کا انکار کیا اس کی وضاحت کیلئے مختصر تحریر ہے کہ۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ اور آپ کی قائم کردہ جماعت کے ہر فرد کا یہ ایمان و یقین ہے کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری صاحب شریعت نبی ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی ایسا رسول اور نبی ہرگز ہرگز نہیں آ سکتا جو شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت لے کر آئے۔ قرآن کریم کا ہر حکم قیامت تک

نافذ العمل رہے گا۔

لیکن ہمارے دوسرے مسلمان بھائی ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور دوسرے ہی لمحے کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جو اُن کے نزدیک صاحب شریعت تھے دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔ اب ہمارا معترضین سے سوال ہے بالله بتائیے اگر بالفرض آج عیسیٰ علیہ السلام اُن کے مزعومہ عقیدہ کے مطابق آسمان سے اتر آئیں تو کون آخری نبی ہو گا؟ خاتم النبیین (جو اُن کے نزدیک آخری نبی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے) اُس کی کیا تشریح ہو گی؟ جماعت احمدیہ پر ختم نبوت سے انکار کا الزام لگانے والے خود سب سے بڑے منکر ختم نبوت ہیں۔ اور یہ معمولی سی بات بھی وہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں!

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے افراد کو اُن کی اطاعت کے معیار کے مطابق چار روحانی انعامات سے نوازے گا۔ یعنی اُن میں سے بعض صالح شہید صدیق۔ اور نبی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔

(النساء ۷۰)

بزرگان امت محمدیہ نے بھی اس آیت کے یہی معنے کئے ہیں: چنانچہ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔

"یعنی ان چار گروہوں میں درجہ اور ثواب میں شامل کرے گا جن پر اس نے انعام کیا ہے۔ اس طرح کہ اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشہید بالشہید والصالح بالصالح نبی بننے والے کو نبی کے ساتھ شامل کر دے گا۔ اور اطاعت کر کے صدیق بننے والے کو صدیق کے ساتھ شامل کر دے گا اور اس طرح شہید کو شہید کے ساتھ ملا دیگا۔ اور صالح کو صالح کے ساتھ ملا دیگا۔

(البحر المحیط جلد ۳ [illegible])

حضرت بانی جماعت احمدیہ [illegible] اللہ اور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں [illegible] السلام اور شریعت محمدیہ [illegible] دوبارہ دنیا

اور اکناف عالم تک اس کی تبلیغ اور اشاعت کے اہم مقصد کی تکمیل کے لئے اور تمام ادیان پر اس کو غالب کرنے کے لئے مقام نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور اس کی بشارت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی تھی۔ اور اسی وجہ سے صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے "مسیح موعود کے لئے چار بار "نبی اللہ" کے الفاظ استعمال فرمائے۔ نیز وضاحت سے بتا دیا کہ یہ نہ سمجھ لینا کہ سابقہ عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) آئیں گے، بلکہ بتایا کہ نام بے شک یہی ہو گا۔ مفوضہ فرائض اور صفات کی وجہ سے اُسے یہ نام بھی دیا جائے گا۔ مگر یاد رکھنا "اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" وہ تم ہی میں سے ہو گا۔ امت محمدیہ کا ایک فرد ہو گا۔ کیونکہ بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ اس لئے آپ کا سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں نبی ہونا حتمی بات تھی

بانی جماعت احمدیہ کے عربی۔ فارسی اردو، انگریزی الہامات پر اعتراضات کا جواب

بعض معترضین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے الہامات میں عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی اور بعض دوسری زبانوں کے الفاظ و کلمات ہیں جواباً تحریر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔"

یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ (النمل ۱۷)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا کہ ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے۔" جب حضرت سلیمانؑ کو پرندوں کی زبان سکھائی گئی، اور مفسرین کے قول کے مطابق وہ پرندوں سے اُن کی زبان میں باتیں کرتے تھے، اس کے باوجود اُن کی نبوت پر کوئی اعتراض نہیں تو پھر اگر حضرت بانی جماعت احمدیہ پر انسانوں کی زبانوں میں بعض کلمات الہامیہ نازل ہو گئے تو کیا اعتراض ہے؟۔

پھر معترضین کا یہ اعتراض ان کی تفاسیر قرآن مجید سے عدم واقفیت کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا "اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا۔ (الزخرف ۴) ہم نے اس کتاب قرآن کو عربی بنایا ہے اور جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم ایک فصیح و بلیغ خالصۃً الہامی کتاب ہے لیکن اس میں بھی بہت سے الفاظ

دوسری زبانوں کے پائے جاتے ہیں۔

چنانچہ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:۔

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ تکلّم بالمشکوۃ وھو بلسان الحبشۃ والسجیل والاستبراق فارسیان

(تفسیر کبیر امام رازی جلد ا ص۲۴۳)

یعنی قرآن مجید میں جو لفظ مشکوٰۃ آیا ہے یہ حبشہ زبان سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح سجیل اور استبرق فارسی الفاظ ہیں۔

۲۔ وان فی القرآن من اللغات خمسین لغۃ وسردھا ممثلا لھا الّا الہ وذکران فیہ غیر العربیۃ الفرس والنبط والحبشۃ والبربر والسریانیۃ والعبرانیۃ والقبط"

(روح المعانی جلد ۴ ص۲۱۰)

ابو بکر الواسطی قرآن مجید میں فارسی، نبطی، حبشی، بربری، سریانی۔ عبرانی اور قبطی وغیرہ تقریباً پچاس زبانیں استعمال کی گئی ہیں:۔

پس جیسا کہ قرآن میں غیر زبانوں کے الفاظ آنا قابل اعتراض امر نہیں، حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فارسی نبطی حبشی سریانی عبرانی، اور قبطی وغیرہ زبانوں سے بالکل ناواقف تھے اسی طرح حضرت بانی جماعت پر غیر زبان میں بعض الہامات ہونا بھی قابل اعتراض امر نہیں ہو سکتا۔

مفت میں ملزم خدا کے مت بنو نے منکرو
یہ خدا کا ہے، نہ ہے یہ مفتری کا کاروبار

(باقی آئندہ)

آپ کے خطوط

نامور واعتدال پسند صحافی جناب اوم پرکاش سونی امرتسر سے ایڈیٹر کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اخبار ہفت روزہ "بدر" پابندی سے باصرہ نواز ہو رہا ہے جس کے لئے شکرگزار ہوں کہ اس دورِ انحطاط میں ایک علمی اخبار زیر مطالعہ رہتا ہے، اور معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس بار طویل نظم "وہ شخص" پڑھی بے حد پسند آئی یہ نظم بار بار پڑھی جا رہی ہے جنرل ضیاء کی استبدادیت اس سے عیاں ہے۔"

جناب سونی صاحب! آپ کی یاد آوری اور "بدر" اور جناب سلیم شاہجہانپوری کی نظم پر تبصرہ نگاری کا بہت بہت شکریہ! اللہ تعالیٰ آپکو صحت و سلامتی کی لمبی عمر کے ساتھ علمی، ادبی، اور بطور امن پسند کی صحافت میں اور زیادہ قلمی جوہر دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مدیر ہفت روزہ بدر)

درخواست دعا:۔ خاکسار کی خالہ پچھلے چند دنوں سے بیمار ہیں ان کی کامل شفایابی کام کرنے والی لمبی عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار۔ سید وسیم احمد مجیب شیر تیماپوری۔ قادیان)

سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ جمشید پور بہار

عزیزہ محترمہ امۃ العزیزہ فضل صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جمشید پور تحریر کرتی ہیں کہ

خدا کے فضل سے ہمارا دوسرا سالانہ اجتماع ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو احمدیہ مشن ہال میں ٹھیک تین بجے شام کو عزیزہ وجیہہ صدیقہ کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ یہ اجلاس خاکسارہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ بعدہ عزیزہ نائلہ ثریا صبا اور ان کی ساتھیوں نے ترانہ پڑھا۔ اس کے بعد گروپ سوئم کے مقابلے حفظ قرآن شروع ہوئے۔ اس مقابلہ میں امۃ النور حنا صاحبہ اور سیدہ خالدہ اوّل رہیں۔ نائلہ رخشندہ دوئم اس کے بعد اسی گروپ کا نظم کا مقابلہ ہوا جس میں اوّل خالدہ اور امۃ النور حنا رہیں۔ دوئم ثریا صبا رہیں۔ اور تقریری مقابلہ میں اوّل نائلہ رخشندہ رہیں اور دوئم ثریا صبا اور خالدہ رہیں۔ اس کے بعد گروپ دوئم کا مقابلہ حفظ قرآن شروع ہوا۔ جس میں اوّل احمدی بیگم رہیں کوثر فردوس رہیں۔ اور دوئم احمدی بیگم رہیں۔ تقریری مقابلہ میں کوثر فردوس اوّل رہیں۔ مقابلہ میں صرف دو بچیاں تھیں اس لئے صرف اوّل آنے والی کو انعام ملا۔ اسی طرح گروپ اوّل میں صرف ایک لڑکی وجیہہ صدیقہ نے تیاری کی تھی اس لئے انعام کی مستحق رہی رہیں۔ آخر میں خاکسار نے ضروری ہدایات برائے "ناصرات احمدیہ" پڑھ کر سنائیں خدا کے فضل سے یہ اجتماع بہت ہی کامیاب رہا۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

درخواستِ دعا

(۱) — مکرم سید سلیم صاحب شاہ جہانپوری کیلیفورنیا (امریکہ) سے جلسہ سالانہ قادیان میں حاضرین کی خدمت میں محبت بھرا اسلام اور مبارکباد کا تحفہ پیش کرتے ہوئے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

(۲) — مکرم حمید اللہ خاں صاحب افغانی آف سہارنپور کی بچی عزیزہ فرحانہ خانم طالبہ B.A سال دوم کو احباب جماعت کی دعاؤں کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے صوبائی سطح پر ہونے والے ہاکی میچ جو کہ بریلی میں ہو رہے ہیں میں شامل کیا گیا ہے۔ اس بچی کی مزید ترقیات اور بچے عزیز انور خاں اور دیگر بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی اور دینی دنیاوی ترقیات کے لئے اسی طرح زیر تبلیغ احباب کے قبول احمدیت کی توفیق پانے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(قاری نواب احمد گنگوہی)

(۳) — مکرم مسعود احمد صاحب سورب سے لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ بعارضہ فالج بیمار ہیں ایک سال سے پریشان ہیں موصوفہ کی صحتیابی اور اپنی پڑھائی میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(۴) — عزیز ظفر احمد گلبرگی متعلم مدرسہ احمدیہ اپنے والدین کی صحت و سلامتی اور اپنی پڑھائی میں نمایاں کامیابی اور اپنے بھائیوں کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

چندہ کی نئی شرح

خریداران اخبار بدر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بڑھتی ہوئی قیمتوں اور صفحات بدر کے شمارہ کے پیش نظر نگران بورڈ نے یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے اخبار بدر کے چندہ کی شرح سالانہ ۶۰ روپے سے بڑھا کر -/75 روپے سالانہ مقرر کی ہے۔ احباب آئندہ اس نئی شرح کے مطابق چندہ ادا کر کے ممنون فرمائیں۔ (مینیجر بدر قادیان)

ضروری تصحیح

۱ — اخبار بدر مجریہ ۱۸ر اکتوبر ۹۰ء صفحہ ۶ کالم ۲ کی نیچے سے اوپر چوبیسویں لائن میں VICIOUS CIRCLE کے بدلے NISHES CIRCLE شائع ہو گیا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۴

بات کا اظہار کیا کہ اگر میرا بچہ مجھے چھوڑ کر ایک ایسی مشفق اور ... کی غلامی میں آ گیا ہے تو میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے کوئی باعث تشویش نہیں۔

اب والدہ صاحبہ کی طبیعت بالکل بدل چکی تھی۔ انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو حضرت اقدس نے بھائی جی کو لے کر حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے مشورہ لیکر اجازت عنایت فرمائی اور میاں احمد دین صاحب ڈنگوی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھجوایا اور اخراجات اپنی جیب سے عنایت فرمائے بھائی جی کو تاکید فرمائی والدہ کی خوشی اور رضا مندی کا خیال رکھنا اور ایسا اچھا نمونہ دکھانا کہ ان کے دل بھی نیکی کی طرف مائل ہوں۔ ان کی خوشی کو مقدم رکھنا تکلیف اٹھا کر بھی دلجوئی کرنا۔ آپ کی جدائی کی وجہ سے واقعی ان کو بہت صدمہ ہے اور وہ قابل رحم ہیں۔ پس ان کی خدمت اور فرمانبرداری کر کے ان کی خدمت کر کے ان کی تکلیف کا ازالہ کرنے کی کوشش ضرور کرنا اور جب وہ خوشی سے اجازت دیں واپس آ جانا۔

والدہ صاحبہ نے ہمت مردانہ سے اپنے پاس رکھا۔

کسی کو آپ کے مذہب کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت نہ دی۔ نماز کا انتظام خود کرتیں۔ بڑی عید پر مسجد میں جانے کی خوشی سے اجازت دی اور قربانی کا بھی انتظام کیا۔ ڈیڑھ ماہ بعد آپ والدہ صاحبہ کی اجازت سے واپس آئے اور والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے تعلقات اچھے ہو گئے اور وہ مہینوں آپ کے پاس آ کر ٹھہرتے۔ ایسی اطاعت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے وصال کے سفر میں آپ کو لاہور لے گئے اور آخری مرض کی حالت میں خود اپنے پاس بلا لیا۔ اور آپ وصال تک حضور کے پاس رہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ کہ وصال کے وقت حضور کا سر مبارک بھائی جی کی جھولی میں تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت بھائی جی کی استقامت کی تعریف فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دس ہزار مسلمانوں کے برابر قرار دیا۔ اور جب آپ نے پاکستان میں وفات پائی تو ایک دفعہ پھر یہ قول حضرت اقدس کا پورا ہوا کہ "اگر بیمار ہے تو آ جائے گا"۔ اور آپ کی نعش قادیان پہنچی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں چار دیواری کے باہر آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (باقی آئندہ)

سانحۂ ارتحال

مکرم عبد السلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر تحریر فرماتے ہیں کہ

مکرم میاں مبارک احمد صاحب ساکنہ راج باغ سرینگر کی اہلیہ صاحبہ مکرمہ مریم بیگم صاحبہ ۱۴ر مارچ ۱۹۹۰ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مکرم میاں صاحب ایک جلیل القدر صحابی حضرت منشی محمد بخش احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور مرحومہ مریم بیگم صاحبہ بھی سرینگر کے ابتدائی احمدی خواجہ محمد اسماعیل صاحب مرحوم مالک میجسٹک ہوٹل کی صاحبزادی تھیں مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح بدر مورخہ ۱۸ر اکتوبر ۹۰ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۲ کے نیچے سے اوپر بارہویں لائن میں بعض الفاظ رہ گئے ہیں اصل عبارت اس طرح ہے .... جب میڈیسن میں SPECIALISE کرنے کا وقت آیا تو پھر دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ SPECIALISE میں NEURO - SURGERY اور میں NEUROLOGY کروں۔

قارئین اسکے مطابق درستی فرمالیں۔ ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے

فہرست اوّل تحریک وقف نو بھارت

نمبر شمار	حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۱	۱۷۴ A	سلطان احمد مصطفیٰ	مکرم ارادت احمد جاوید صاحب	قادیان
۲	۲۰۶ A	محمد ناصر	محمد اظہر خاں	برہ پورہ
۳	۲۹۵ A	محمد ناصح	عبد المومن راشد	قادیان
۴	۳۸۴ A	سراج احمد	سید تنویر رشید احمد	خانپور ملکی
۵	۵۹۷ A	ناصر احمد	منظور احمد	قادیان
۶	۶۴۹ A	محمود الرحمٰن ثانی	محفوظ الرحمٰن ثانی	قادیان
۷	۸۱۲ A	حسین الرحمٰن	پی ایم حبیب الرحمٰن	پینگاڈی
۸	۸۶۴ A	مبشر احمد خاں	محمد یاسین میاں	محلہ شکار پور
۹	۸۷۳ A	محمد مرتضیٰ	مصطفیٰ ٹی پی صاحب	کنم پوری کیرلہ
۱۰	۹۶۴ A	لقمان احمد صادق	آئی کے سلیمان صادق	کادو اشیری
۱۱	۱۰۵۵ A	ریاض الحسن	اشفاق احمد	حیدر آباد
۱۲	۱۰۹۶ A	محی الدین	بشیر احمد کویا سی جی	کلیمنی
۱۳	۱۱۱۰ A	محمد شفیق	محمد اشرف	مدراس
۱۴	۱۱۲۵ A	دانش احمد	مسعود احمد خاں	کانپور
۱۵	۱۱۳۰ A	سمیر احمد	عبد المجیب شاہد	مرتضیٰ نگر
۱۶	۱۱۶۲ A	طاہر احمد	محمد یونس	امروہہ
۱۷	۱۱۷۲ A	زبیر احمد انور	حمید احمد ناصر	قادیان
۱۸	۱۲۱۷ A	ہبۃ الکریم	محمد اسماعیل ٹی پی	پینگاڈی
۱۹	۱۲۳۴ A	شفیق احمد	ایم کے عبد المجید	کیرلہ
۲۰	۱۲۷۵ A	نیرہ نورین	عبد العزیز اصغر	قادیان
۲۱	۱۴۳۳ A	قدسیہ فضیلت	قریشی محمد فضل اللہ	قادیان
۲۲	۱۴۳۶ A	محبوب احمد	مبارک احمد سلیم	قادیان
۲۳	۱۴۷۵ A	نعیم الدین احمد	جلال الدین	محلہ نودھی پور
۲۴	۱۵۰۳ A	محمد بدر احمد	محمد احسن	قادیان
۲۵	۱۵۱۷ A	زبیر احمد	عبد الرشید خالی	سہسور
۲۶	۱۵۲۱ A	وجاہت احمد	بشارت احمد بشارت	عثمان آباد
۲۷	۱۵۲۳ A	عزیز احمد علی	ایم اشرف علی	کیرلہ
۲۸	۱۵۲۴ A	سراج احمد	اے بشیر احمد	،،
۲۹	۱۵۲۵ A	محمود احمد	رشید احمد	،،
۳۰	۱۵۲۶ A	شفیق احمد	P SAIDUTHY	PARUDUR
۳۱	۱۵۲۹ A	عزیزہ دختر اسلام	محمد عبید اللہ چند صاحب	حیدر آباد
۳۲	۱۵۳۰ A	طاہر احمد	مبارک الیس وی	کیرلہ
۳۳	۱۵۳۱ A	عزیز محمد نعمت اللہ	ایم محمد	شیموگہ
۳۴	۱۰۸۰ A	وحید احمد	خلیل احمد	کوٹی کالا بن
۳۵	۱۵۳۲ A	نثار احمد	ایم ایم اے بکر	کیرلہ
۳۶	۱۴۰۲ A	سفیر احمد ناصر بھٹی	ناصر احمد سلیم بھٹی	بڑھانون
۳۷	۱۹۲۴ A	شفیق احمد	جوز احمد JOSE	NEDUNKULMIYIL
۳۸	۱۹۶۴ A	ایم ابراہیم احمد اعجاز	ایچ منیر احمد	مدراس
۳۹	۱۹۹۵ A	حبیب احمد	AHMED KUTTY MAN-GALA.SERRY	کوڑیا تھوڑ
۴۰	۱۷۹۹ A	فہیم احمد	مکرم محمد امان اختر صاحب	مدراس
۴۱	۱۸۱۱ A	ندیم احمد	ظفر احمد تحسنہ	یادگیر
۴۲	۲۰۱۲ A	سید محی الدین فرید	سید منیر الدین	قادیان

نمبر شمار	حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۴۳	۲۰۵۶ A	نیرہ مریم	مکرم نور الدین گڈے صاحب	یادگیر
۴۴	۲۱۱۵ A	داؤد احمد نورانی	روشن احمد خاں	کیرنگ
۴۵	۲۱۸۷ A	شفیقہ کریم	عبد الکریم کے	کوچین
۴۶	۲۲۸۶ A	امین الدین احمد خان شجاع	حمید الدین احمد خاں	حیدرآباد
۴۷	۲۵۰۶ A	نبیلہ زینب	ریاض احمد استاد	یادگیر
۴۸	۲۵۱۲ A	عبد الشاعر	کے عبد العزیز	کیرلہ
۴۹	۲۵۲۲ A	حسام احمد شفیق	شفیق احمد	پینگاڈی
۵۰	۲۵۵۰ A	عرفان احمد	عمار احمد صدیقی	دفتر جدید قادیان
۵۱	۲۵۶۹ A	شفیق احمد شمس	کے شمس الدین	کیرلہ
۵۲	۲۵۷۲ A	مسعود احمد	مستفیض احمد	قادیان
۵۳	۲۵۸۳ A	مبشر احمد	شبیر احمد گجراتی	قادیان
۵۴	۲۵۹۵ A	طاہر احمد فضل (امۃ النصیر مرحومہ)	مجید خاں	قادیان
۵۵	۲۵۹۹ A	امۃ الرفیق	منیر احمد انور	قادیان
۵۶	۲۶۰۰ A	ماریہ انجم	شاہ ناصر احمد	بہار
۵۷	۲۶۰۳ A	عطاء الباری	سید عبد المتین	برہ پورہ
۵۸	۲۶۰۵ A	برکت علی	محمد خیر الدین	گنگلا بنگال
۵۹	۲۶۰۶ A	زبیدہ نینا	سی شوکت علی	پینگاڈی
۶۰	۲۶۰۷ A	لئیق احمد بٹ	رفیق احمد بٹ	رشی نگر کشمیر
۶۱	۲۶۰۸ A	زبیر احمد	اے منیر احمد	کیرلہ
۶۲	۲۶۰۹ A	اطہر احمد تنویر	منور احمد تنویر	کالابن لوہاکو
۶۳	۲۶۱۰ A	سلطانہ نرگس	فاروق سلمان وی ایم	کوچین
۶۴	۲۶۱۱ A	شبۃ الہادی	سید شاہد احمد	گنگٹوک
۶۵	۲۶۱۲ A	محمد فاروق شاہ	مولوی ابراہیم شاہ	کاگرن کشمیر
۶۶	۲۶۱۳ A	نوید احمد	منظور احمد جبیں	چارکوٹ
۶۷	۲۷۱۷ A	زہیر رضوان	محمد سلیم	کالیکٹ
۶۸	۲۸۱۲ A	محمد زکریا امیر	ادریس احمد طاہر	یادگیر
۶۹	۲۸۵۳ A	رضوان احمد	غلام احمد عجیب	تیما پور
۷۰	۲۸۵۴ A	ظہیر الدین	غلام احمد قادر	قادیان
۷۱	۲۸۵۵ A	سید وجیہ الرحمٰن	سید محمد عزیز الرحمٰن	سونگھڑہ
۷۲	۲۸۷۷ A	نعیم الحق	قریشی انعام الحق	قادیان
۷۳	۲۸۸۳ A	الیس منیر احمد	کے سلیم	[illegible]
۷۴	۲۸۸۴ A	نصیرہ یوسف	پی محمد یوسف	موریاکنی
۷۵	۲۸۸۷ A	عرفان احمد	ابرار احمد	راٹھ
۷۶	۲۸۹۱ A	اسمٰعیل خاں	اسلام احمد خاں	بالاسور
۷۷	۲۹۲۷ A	سید ذیشان احمد	سید الیاس احمد	شیموگہ
۷۸	۳۶۱۱ A	زاہد فہیم مہدی	محمد سلیم زاہد	یاری پورہ کشمیر
۷۹	۳۶۲۶ A	عرفان الرحمٰن	وسیم احمد شریف	سانگر
۸۰	۱۲۵ B	عطاء الحفیظ عمران	ڈاکٹر دلاور خاں	قادیان
۸۱	۱۹۵ B	ریحان احمد	برہان احمد ظفر	قادیان
۸۲	۲۱۸ B	رفیق احمد نائک	شفیق احمد نائک	کوریل کشمیر
۸۳	۳۰۹ B	محمد نصر غوری	محمد انعام غوری	قادیان
۸۴	۳۲۸ B	ترتیم احمد	جے ایچ ناصر	کوچین
۸۵	۳۳۰ B	بنسلی احمد	شکیل احمد طاہر	قادیان
۸۶	۳۳۱ B	طاہر احمد سمیر	منیر احمد طاہر	قادیان
۸۷	۳۵۸ B	خواجہ ابن المہدی	خواجہ بشیر احمد	قادیان
۸۸	۳۶۱ B	سلمیٰ احمد	ٹی ایم محمد	ایلپی
۸۹	۳۸۸ B	شاہدہ احمد ملک	ملک منیر احمد شاہد	قادیان
۹۰	۴۲۵ B	سارہ	عبد العزیز اختر	قادیان

نمبر شمار	حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۹۱	S ۵۱۴	امتہ النصیر شافی	مکرم سید محمد عظیم الدین صاحب	حیدرآباد
۹۲	،، ۴۸۰	انصر احمد	،، چوہدری منظور احمد گجراتی ،،	قادیان
۹۳	،، ۴۹۰	نوید احمد	،، سلطان احمد ظفر ،،	کلکتہ
۹۴	،، ۴۹۹	فرحت نصرین ناز	،، عمیل احمد امینی ،،	قادیان
۹۵	،، ۵۳۲	وردا عفت	،، منظور احمد ،،	حیدرآباد
۹۶	،، ۵۳۴	طوبیٰ احمد	،، رفیق احمد خاں ،،	مسکرا
۹۷	،، ۶۲۴	ندیم احمد / شازیہ احمد	،، بشیر محمد خاں ،،	نرنگر گنگھو
۹۸	،، ۷۰۷	ناصر الدین	،، زین الدین حامد ،،	قادیان
۹۹	،، ۷۳۸	محمد ناصر الحق	،، محمد نعیم الحق ،،	پنسکال
۱۰۰	،، ۷۵۱	چراغ بی بی	،، ایم جمال الدین ،،	پینگاڈی
۱۰۱	،، ۷۶۴	عائشہ	،، ایم پی ابراہیم ،،	سکلا سپور
۱۰۲	،، ۸۳۴	فائزہ شمیم	،، کے شمیم احمد ،،	مدراس
۱۰۳	،، ۸۴۰	شاہدہ تسلیم	،، قریشی محمد عبد اللہ تیماپوری ،،	یادگیر
۱۰۴	،، ۸۴۹	فرح نیاز	،، انور احمد ،،	دیو درگ
۱۰۵	،، ۸۵۰	مینرہ بیگم	،، ایس بشیر احمد ،،	الیپی
۱۰۶	،، ۸۵۷	اطہر احمد	،، نصیر احمد شمیم ،،	قادیان
۱۰۷	،، ۸۶۱	ملیحہ احمد	،، ممتاز احمد ،،	قادیان
۱۰۸	،، ۸۹۵	امتہ المومن	،، عبد المنان عاجز ،،	چارکوٹ
۱۰۹	،، ۹۳۶	طاہر احمد / بلال احمد	،، ایم ناصر ،،	الیپی
۱۱۰	،، ۹۴۴	مصاحب احمد	،، رفیق احمد بہاری ،،	قادیان
۱۱۱	،، ۹۴۵	اظہر احمد نسیم	،، حافظ مظہر احمد ،،	قادیان
۱۱۲	،، ۹۹۵	مبارک احمد	،، KOYI KUTTY SIDHIK ،،	کرناگپلی
۱۱۳	،، ۱۰۲۰	فریدہ مبارک	،، شمس الدین مبارک صاحب	قادیان
۱۱۴	،، ۱۰۵۳	ساجدہ جمال	،، سی جی جمال الدین صاحب	کلیپنی
۱۱۵	،، ۱۰۷۵	عدنان احمد	،، نصیر احمد عارف ،،	قادیان
۱۱۶	،، ۱۰۷۶	طاہرہ طاہر	،، طاہر احمد عارف ،،	قادیان
۱۱۷	،، ۱۰۹۷	درشہوار	،، شفیق احمد ،،	کوڈیا تھور
۱۱۸	،، ۱۱۰۱	سید ناصر الدین	،، سید پرویز افضل ،،	جمشید پور
۱۱۹	،، ۱۲۹۲	عطیۃ الحیٔ	،، عبد الواسع ،،	قادیان
۱۲۰	،، ۱۳۳۰	سلمہ ترخ	،، سید تنویر احمد ،،	قادیان
۱۲۱	،، ۷۹۹	خدیجہ محمود	،، محمود احمد خادم ،،	قادیان
۱۲۲	A ۳۸۹۳	آصف احمد چیمہ	،، منصور احمد چیمہ ،،	قادیان
۱۲۳	،، ۳۸۸۲	محمد احسن تیمر	،، محمد ایوب ساجد ،،	قادیان
۱۲۴	B ۱۵۷۲	رضوان احمد ظفر	،، ریحان احمد ظفر ،،	قادیان
۱۲۵	A ۲۰۱۳	فرہاد احمد	،، نعیم احمد انور ،،	غازی آباد
۱۲۶	A ۳۷۲۹	بشریٰ	،، پیار محمد ،،	قادیان
۱۲۷	۷۲۰	برہ پورہ آفتاب	،، سید آفتاب احمد ،،	خانپور ملکی
۱۲۸	B ۱۵۷۰	عبد المقتدر	،، سی ایچ عبد الرحمن ،،	کیرلہ
۱۲۹	B ۱۴۵۵	اعزاز احمد	،، ادریس احمد اسلم ،،	قادیان
۱۳۰	B ۱۵۴۷	بارعہ نعمان	،، محمد نعمان دہلوی ،،	قادیان
۱۳۱	A ۳۷۵۴	مبارکہ رحمت	،، شیخ رحمت اللہ ،،	اڑلیسہ
۱۳۲	B ۱۵۵۰	سید عبد الواسع	،، سید عبد الرفیع ،،	برہ پورہ

وکیل التبشیر تحریک جدید قادیان

وقف جدید کا ۳۳ واں سال

قریب الاختتام ہے

وعدہ جات چندہ وقف جدید کا ۳۳ واں سال ۳۱؍ دسمبر ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہا ہے اور نیا سال شروع ہونے میں اب بہت تھوڑا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ تمام مجاہدین وقف جدید سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی جائزہ لیں کہ آیا ان کے وعدوں کی مکمل ادائیگی ہو چکی ہے؟ اگر نہیں تو جلد از جلد ادائیگی کر کے ایفاء عہد کی مومنانہ شان کا مظاہرہ کریں تا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بغرض حصول دعا بھجوائی جانے والی سو فی صد ادائیگی کنندگان کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل ہو سکے۔ ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک کے لئے وقف جدید کی بابرکت تحریک کتنی اہم اور ضروری ہے؟ اس کا اندازہ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے کیا جا سکتا ہے۔

> "میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح نصرت جہاں سکیم نے افریقہ میں کام کیا ہے اسی طرح نصرت جہاں نو تحریک ہندوستان کے لئے ہونی چاہیئے۔ وہاں بھی ان ہی خطوط پر کام کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں اللہ کے فضل سے پھل کی غیر معمولی توقع ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ بہت جلد اگر جس رفتار سے ہم آگے چل رہے ہیں پہلی منزل تو یہ ہے کہ تقسیم ہند (PARTITIONE) سے قبل ہندوستان میں جماعت احمدیہ کا جو مقام و مرتبہ تھا پہلے اس کو حاصل کریں گے اور اس کے بعد اگلا قدم یہ ہوگا کہ اس کو بنیاد بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مبشر الہامات کی تعبیر کی طرف آگے بڑھیں گے جو ہندوستان میں اسلام اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ترقی سے وابستہ ہے۔ اس لحاظ سے وقف جدید کی تحریک کو آپ بالکل کوئی معمولی عام تحریک نہ سمجھیں۔ اس کا ہندوستان کے روحانی مستقبل کے ساتھ ایک گہرا واسطہ ہے۔ اور ساری دنیا کی جماعتوں کو اس میں حصہ لینا چاہیئے۔"

(بدر ۴؍ فروری ۱۹۸۸ء)

جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے گزارش ہے کہ براہ مہربانی وہ بھی اس جانب خصوصی توجہ دے کر ممنون فرمائیں کہ ان کی جماعت کا کوئی ایک فرد بھی چندہ جات وقف جدید کا بقایا دار نہ رہے جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ بھارت

درخواست دعا

- خاکسار کے بھتیجے عزیز مبارک احمد صاحب جاوید مقیم لنڈن ان دنوں کاروباری لحاظ سے بعض مشکلات میں ہیں اور کچھ مقروض بھی ہیں اور موصوف نے تمام احباب جماعت بھارت کو پرخلوص سلام مسنون عرض کرتے ہوئے درد مندانہ دعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میرے کاروبار میں برکت عطا کرے۔ میرے دو مکانات ہیں خدا کرے کہ ایک مکان اچھی قیمت پر فروخت ہو جائے تاکہ قرض کی بروقت ادائیگی کر سکوں۔

  بشیر احمد درویش قادیان

- مکرم مظفر احمد اقبال صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایس کے گپتا صاحب گھڑی ساز بٹالہ میں بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ زیر علاج ہیں قدرے افاقہ ہے دایاں ہاتھ اور پاؤں متاثر ہے صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعلانِ نکاح و تقریبِ شادی خانہ آبادی

وڈمان ۲۰ نبوت (نومبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء ۔ عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم ماسٹر رشید احمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ ٹیچر وڈمان کا نکاح مکرم مولوی حبیب اللہ شریف صاحب معلّم ابن مکرم محترم عبد اللہ شریف صاحب، چینتہ کنٹہ کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار پچیس روپے مہر پر مسجد احمدیہ وڈمان میں محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل انچارج مبلغ آندھرا پردیش نے پڑھا۔ عزیز واقارب، احمدی غیر احمدی اور غیر مسلم احباب سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ اس لئے محترم مولانا صاحب موصوف نے موقعہ کی مناسبت سے خطبہ نکاح پڑھا اور اجتماعی دعا کرائی۔ اور شام تک بارات چینتہ کنٹہ چلی گئی۔

دوسرے روز محترم عبد اللہ شریف صاحب چینتہ کنٹہ نے ان سب احباب کو دعوتِ ولیمہ پر مدعو کیا۔ مبلغ بیس روپے مکرم ماسٹر رشید احمد صاحب نے اور مبلغ تیس روپے محترم قاسم شریف صاحب نائب صدر جماعتِ احمدیہ محبوب نگر (مکرم مولوی حبیب اللہ شریف صاحب معلّم کے تایا صاحب) نے اعانتِ بدر میں ادا کئے۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ۔

درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے روحانی و جسمانی اعتبار سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ بنادے۔ آمین۔

خاکسار:۔ مسعود احمد انیس واقفِ زندگی معلّم وقفِ جدید وڈمان

تقریبِ شادی

میرے نواسے عزیز عبد الرحمٰن خالد ابن مکرم حافظ عبد العزیز صاحب درویش مرحوم قادیان کی تقریبِ شادی کے سلسلہ میں مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۹۰ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد اقصیٰ میں دعا کرائی۔ اگلے روز بارات امروہہ روانہ ہوئی۔ جہاں پر عزیزہ اَمَۃُ الوسیم بنت مکرم مبشر احمد صاحب امروہہ کے رخصتانہ کے موقعہ پر اجتماعی دعا ہوئی۔ مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۹۰ء کو قادیان میں دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ اس خوشی کے موقعہ پر دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعثِ خیر و برکت و مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار:۔ مخدوم حسین۔ قادیان

درخواستہائے دعا

● مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب امریکہ سے پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔

● مکرم خورشید احمد صاحب سیکرٹری مال جمشید پور کی بچی بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں صحتِ کاملہ کے لئے۔

● مکرم نعیم احمد صاحب احمد آباد گجرات میں نئے احمدی ہیں۔ ایک ہزار روپیہ اشاعتِ قرآن میں ادا کرتے ہوئے اپنے کاروبار میں ترقی کے لئے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

● مکرم عبد المالک صاحب نمائندہ الفضل لاہور سے اپنے بچوں کے امتحانات میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل ہونے کے لئے اور مکرم چوہدری منیر احمد نواز صاحب کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

● مکرم مولوی حاتم خان صاحب معلّم وقفِ جدید کرڈاپلی بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں، نیز قدرے افاقہ ہے۔ وہاں کے صدر صاحب جماعت ان کی صحتِ کاملہ کے لئے اور جماعت کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

● محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ بیوہ حافظ الدین صاحب مرحوم چار ماہ سے سخت کھانسی کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ٹانگوں میں سخت درد ہے۔ بواسیر کے اپریشن کا ڈاکٹر مشورہ دے رہے ہیں صحتِ کاملہ کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

● مکرم محمد معین الدین صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ چندہ پور (آندھرا پردیش) لکھتے ہیں کہ چھوٹے بھائی مکرم محمد فضل احمد ساکن ایم پیٹھ ضلع محبوب نگر کا بچہ بعمر ۱۲ سال اچانک وفات پاگیا ہے۔ والدین پریشان ہیں۔ اعانتِ بدر میں ۲۵ روپے ادا کرتے ہوئے درخواستِ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبرِ جمیل کی توفیق اور نعم البدل عطا فرمائے۔

جائے نماز برائے مرکزی مساجد

قادیان میں مرکزی مساجد، مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ کے لئے دریوں (جائے نماز) کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ ایک دری برائے جائے نماز ¾3 × 25 سائز کی ایک ہزار روپے میں تیار ہوتی ہے۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مخیر احباب سے اس غرض کے لئے دو لاکھ روپے کے عطایا وصول کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ حضور انور کے ارشادِ مبارک پر میں مخیر احباب سے بالخصوص اس کارِ خیر میں عطایا پیش کرنے کی تحریک کرتا ہوں۔ بعض احباب نے حصہ لیا ہے۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

دفتر محاسب میں اس غرض کے لئے ایک امانت "دری مساجد" کے نام سے کھول دی گئی ہے۔ احباب اس مد میں رقم ارسال فرما کر خاکسار کو مطلع فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار
مرزا وسیم احمد
ناظرِ اعلیٰ قادیان

سفرِ لندن کی ایک یادگار تصویر

سیّدنا حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

نمائندگانِ بھارت

دائیں سے بائیں :-

منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر اُمورِ عامّہ ۔

محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصاراللہ

سیّدنا حضورِ انور ایدہُ اللہ تعالیٰ ۔

منظور احمد صاحب گجراتی وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید

منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے
قرآنِ کریم کے رشین ترجمہ کا تحفہ
رُوس کے صدر مسٹر گورباچوف کو پیش کرنے
کے لئے مکرم نسیم مہدی صاحب امیر و
مشنری انچارج کینیڈا نے جماعتی وفد کے
ہمراہ اوٹاوہ میں مقیم رُوسی سفیر
مسٹر الیکسی اے روڈینو
(ALEXY A. RODIONOV)
کو پیش کیا ۔

ڈاکٹر حمید الرحمن صاحب
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ
ہارٹلے پول برطانیہ (U. K.)
چند انگریز لو[illegible]
"سفید پرندوں" کے ہمراہ